276

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ — ٹیلیفون نمبر ۹۱

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللّٰہ اکبر

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

شرح چندہ پیشگی: سالانہ ۔ ششماہی ۔ سہ ماہی

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

جلد ۲۵ | مورخہ ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۵ فروری سنہ ۱۹۳۷ء | نمبر ۴۵

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۳- فروری۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۹ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کے دردِ نقرس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تخفیف ہو رہی ہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بخار اور سردرد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

ڈسٹرکٹ اولمپک ٹورنامنٹ ۲۴ فروری سے گورداسپور میں شروع ہے۔ جس میں شمولیت کے لئے سپورٹس کلب اور یونین کلب کے کھلاڑی آج گورداسپور گئے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نجات کی حقیقی فلاسفی

"اے دوستو! یاد رکھو! کہ صرف اپنے اعمال سے کوئی نجات نہیں پا سکتا۔ محض فضل سے نجات ملتی ہے۔ اور وہ خدا جس پر ہم ایمان لاتے ہیں۔ وہ نہایت رحیم و کریم خدا ہے۔ وہ قادرِ مطلق اور سرب شکتی مان ہے جس میں کسی طرح کی کمزوری اور نقص نہیں۔ وہ مبدا ہے تمام ظہورات کا۔ اور سرچشمہ ہے تمام فیضوں کا اور خالق ہے تمام مخلوقات کا اور مالک ہے تمام جود و فضل کا اور جامع ہے تمام اخلاقِ حمیدہ اور اوصاف کاملہ کا۔ اور منبع ہے تمام نوروں کا۔ اور جان ہے تمام جانوں کی اور قیوم ہے ہر ایک چیز کا۔ سب چیزوں سے نزدیک ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ عین اشیاء ہے۔ اور سب سے بلند تر ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس میں اور ہم میں کوئی اور چیز بھی حائل ہے اس کی ذات دقیق در دقیق۔ اور نہاں در نہاں ہے۔ مگر پھر بھی سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے۔ سچی لذت اور سچی راحت اسی میں ہے۔ اور یہی نجات کی حقیقی فلاسفی ہے" (مضمون شمولہ چشمہ معرفت ص۲۴۶)

قادیان میں عید اضحیٰ کی مبارک تقریب

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ ارشاد فرمایا

قادیان۔ ۲۳ فروری کل عید الضحیٰ کی تقریب منائی گئی۔ ۲۱ فروری کو چونکہ قریباً سارا دن بارش ہوتی رہی اس لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اگر کل بھی بارش ہو۔ تو مسجد اقصیٰ میں نماز عید ادا کی جائے ورنہ عید گاہ میں۔ ۲۲ فروری کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے مطلع بالکل صاف ہوگیا۔ اور نماز عید۔ عید گاہ میں دس بجے صبح ادا کی گئی جس میں شریک ہونے کے لئے مختلف مقامات کے احباب بھی آئے ہوئے تھے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو باوجود اس کے کہ درد نقرس کے باعث سخت تکلیف تھی۔ پھر بھی حضور تشریف لے گئے اور نماز پڑھائی بعدہٗ حضور نے ممبر پر بیٹھ کر آہستہ آہستہ خطبہ فرمایا۔ جسے مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری بلند آواز سے دہراتے جاتے۔ اور ان کے بعد مجمع میں مختلف جہات کو کھڑے مولوی عبد الرحمٰن صاحب جٹ۔ مولوی عبد الرحمان صاحب انور۔ مولوی محمد عبد اللہ صاحب اعجاز۔ اور حافظ محمد رمضان صاحب دہرا دیتے۔ تاکہ سب لوگ سن سکیں خطبہ ۱۲ بجے تک حضور نے ارشاد فرمایا۔ جو اپنے مطالب کے لحاظ سے بے مثل روانی اور فصاحت کے لحاظ سے غیر معمولی تھا خطبہ کے بعد حضور نے دعا فرمائی۔ اور پھر بذریعہ موٹر تشریف لے آئے۔

۲۲، ۲۳ فروری کو کثرت سے قربانیاں کی گئیں۔ بعض اصحاب نے گائے کی قربانی بھی دی قربانی دینے والوں نے تھوڑا تھوڑا گوشت رکھنے کے بعد باقی اپنے اپنے محلوں میں جہاں جمع کرنے کا انتظام تھا بھیجدیا اور وہاں سے لوگوں کے گھروں میں تقسیم کیا گیا۔ غربا اور فقراء کا خاص طور پر خیال رکھا گیا۔ ارد گرد کے دیہات کے لوگوں کو بھی دیا گیا۔

مقدمہ قبرستان میں گواہان صفائی کی شہادت

بٹالہ ۲۳ فروری ۱۹۳۷ء آج پھر اس مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ ملزمین کی طرف سے جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ہائیکورٹ جناب مرزا عبد الحق صاحب پلیڈر گورداسپور جناب شیخ ارشد علی صاحب پلیڈر بٹالہ اور جناب مولوی فضل دین صاحب پلیڈر موجود تھے۔

آج اقبال سنگھ ہیڈ کانسٹیبل۔ شیخ یوسف علی صاحب بی۔ اے اور خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب کی شہادتیں ہوئیں۔ مزید سماعت کیلئے دس مارچ ۱۹۳۷ء کی تاریخ مقرر ہوئی آج عدالت نے سابق سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور مسٹر بیسٹ کو بطور گواہ صفائی بلائے جانے کی اجازت دیدی مفصل بیان اگلے پرچہ میں شائع کئے جائیں گے۔

یوم التبلیغ ۴ اپریل ۱۹۳۷ء کو منایا جائے

غیر مسلم اقوام میں تبلیغ اسلام کرنے کیلئے امسال یوم التبلیغ ۴ اپریل ۱۹۳۷ء بروز اتوار منایا جائیگا۔ ہر احمدی مرد و عورت بچے بوڑھے اور جوان کا فرض ہے۔ کہ اس دن جہانتک ہو سکے غیر مسلموں کو دعوت اسلام دے اور اس فرض کو خوش اسلوبی سے ادا کرنے کیلئے ابھی سے تیاری شروع کر دے (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

بقیہ صفحہ ۳

جو باپ کے دل میں اپنے بیٹے کی محبت کے متعلق پیدا ہوتا ہے۔ یہ تو تیرا ہی پیدا کیا ہوا ہے اور ایک مقدس امانت ہے۔ اس مقدس امانت کی قربانی کا مطالبہ کیا۔ ایک غیر طبعی حکم نہیں ہے۔ اور کیا اس ماں کے جذبات کو جس کی تمام امیدیں اس نقطہ کے ساتھ ہیں۔ ایک ایسی ٹھیس نہیں لگے گی۔ جس کا ازالہ بالکل ناممکن ہوگا۔ ابراہیمؑ بھول گیا اپنے جذبات کو اور وہ بھول گیا ہاجرہ کے جذبات کو۔ وہ بھول گیا اپنی نسل کے جذبات کو۔ جو ابراہیم کے ذریعہ سے اپنی نسلوں کے دوام کی امیدوار تھی۔ اور ایک ایسی حالت میں جبکہ وہ بوڑھا تھا۔ اور ایک ہی اس کی اولاد تھی۔ وہ اس ایک ہی اولاد کو ایسے وقت میں جبکہ دوسری اولاد کی امید نہیں کی جا سکتی تھی۔ قربانی کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ بغیر ہچکچاہٹ کے۔ بغیر سوال کے۔ بغیر تشریح طلب کرنے کے۔ بے چون و چرا گویا کہ یہ ایک ایسا عام واقعہ ہے۔ جس میں کوئی بھی تعجب کی بات نہیں۔ ابراہیم جس نے اپنے بیٹے کی قربانی خدا کیلئے پیش کی۔ وہ دیوانہ نہیں تھا۔ کیونکہ خدا اس کو حلیم کہتا ہے۔ جس کے معنے دانا کے ہیں۔ اور وہ جذبات سے عاری نہیں تھا۔ اور سنگدل نہیں تھا۔ کیونکہ خدا اسے اواہ کہتا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اس کے جذبات نہایت ہی ابھرے ہوئے اور نازک تھے۔ اور یہی وہ سبب ہیں۔ جن کے ماتحت انسان ان فطرتی تقاضوں کو بھول جاتا ہے۔ جن کا پورا کرنا ہر انسان کی فطرت کا جزو ہے۔ پس جب ابراہیم نے اپنے بیٹے کی قربانی پیش کی۔ تو اس کے دلی جذبات کا اندازہ بہترین محبت کرنے والے ماں باپ کے جذبات سے کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ابراہیمؑ ان محبت کرنے والے اور اُن دکھ اٹھانے والے ماں باپ سے کسی قسم کا جدا انسان تھا۔ جو اپنے بچے کی ایک ذرہ سی تکلیف بھی نہیں دیکھ سکتے۔

آخر میں حضور نے فرمایا۔ کوشش کرو کہ تمہاری زندگیاں ایک حقیقی اور تاریخی افسانہ بنیں۔ جس طرح ابراہیم کی زندگی ایک حقیقی اور تاریخی افسانہ بن گئی۔ اور اپنے آپ کو خدا سے دور کر کے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے اپنی زندگیوں کو صرف کر کے ایک بے معنی اور لغو وجود مت بناؤ۔ کیونکہ دائمی زندگی ہی اصل زندگی ہے۔ اور وہ چیز جو آئی اور ختم ہو گئی۔ محض ایک حیوانی زندگی کا مظاہرہ ہے۔ جس طرح کتے کے مرنے سے دنیا میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ اسی طرح اس انسان کے مرنے سے بھی کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ جس کی زندگی ابراہیم کی طرح خدا کے نور کے گرد پروانہ وار چکر نہیں لگا رہی ہوتی۔

احباب تحریک جدید کے پہلے اور دوسرے سال کے وعدے پورے کریں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"تحریک جدید سال دوم کا بقایا جن افراد یا جماعتوں کے ذمہ ہو۔ ان کو فوری ادائیگی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے"

حضور کا یہ ارشاد متواتر ایک ماہ تک سال اوّل اور دوم کے وعدہ کی رقم ادا کرنے کے لئے شائع ہوتا رہا۔ اور بہت سے احباب نے اپنے وعدوں کو پورا کیا۔ مگر ابھی تک ایسے احباب ہیں۔ جن کے ذمہ دوسرے سال کا وعدہ واجب ہے۔ جن دوستوں نے مہلت حاصل کرلی ہے۔ یا کسی وجہ سے مہلت نہیں لے سکے۔ اور وعدہ پورا کرنے کی نیت رکھتے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ پہلے یا دوسرے سال کے وعدہ سے جو رقم واجب ہو وہ جلد ادا کر دیں۔ تاکہ وعدہ پورا نہ کرنے والوں کی ذیل میں نہ آئیں:۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ تحریک جدید کے ذریعہ جماعت کا امتحان ہو رہا ہے۔ اس امتحان میں احباب جبھی کامیاب سمجھے جا سکتے ہیں۔ جبکہ وہ نہ صرف اپنے گذشتہ سالوں کے وعدوں کو پورا کریں۔ بلکہ تیسرے سال کے وعدوں کو بھی جلد سے جلد پورا کریں۔ پس پہلے اور دوسرے سال کے وعدوں کا پورا کرنا اس لئے بھی ضروری ہے۔ کہ زبان سے وعدہ کر دینا کوئی چیز نہیں۔ جب تک عمل اس کے ساتھ نہ ہو۔ والسلام۔ فنانشل سیکرٹری تحریک جدید قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی ہمیں کیا سبق دیتی ہے؟

جیسا کہ احباب کو اخبار کے ذریعہ معلوم ہوتا رہتا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت کئی روز سے بعارضہ دردِ نقرس علیل ہے۔ اور حضورؑ کے لئے چلنا پھرنا سخت تکلیف دِہ۔ اس وجہ سے خیال تھا۔ کہ عید کے دن حضورؑ عید گاہ میں تشریف نہ لے جاسکیں گے۔ لیکن عید گاہ میں جمع ہونے والے ہزاروں انسانوں کو جن میں بیرونجات سے آنے والے بہت سے اصحاب بھی شامل تھے۔ جب معلوم ہوا۔ کہ حضورؑ خود تشریف لائیں گے۔ تو انہیں عید میں ایک اور عید کی خوشی نصیب ہوئی۔ چنانچہ دس بجے کے قریب حضورؑ تشریف لائے۔ نماز پڑھائی۔ اور پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ علالتِ طبع اور نقاہت کی وجہ سے اگرچہ حضورؑ نے ممبر پر بیٹھ کر اور دھیمی آواز میں خطبہ پڑھا۔ مگر ایک ایک فقرہ اپنے اثر اور جذب کے لحاظ سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ رُوح القدس کی تائید سے بولا جارہا ہے۔ اور اتنی نقاہت کے ساتھ مسلسل قریباً دو گھنٹے تک حضور کا خطبہ پڑھنا اس بات کا مزید ثبوت تھا۔ ۱۲ - بجے جب حضورؑ نے خطبہ ختم فرمایا۔ تو اس وقت نقاہت کا یہ حال تھا۔ کہ فرمایا۔ میں دوستوں سے مصافحہ نہیں کرسکوں گا۔ مجھے رستہ دے دیا جائے۔ تا کہ میں واپس جاسکوں ؞

ذیل میں سرِدست الحال اس غیر معمولی خطبہ کے بعض فقرات ناظرین کی خاطر درج کئے جاتے ہیں مکمل خطبہ انشاء اللہ بعد میں شائع کیا جائے گا:

عیدالاضحیہ ہمیں ایسی قربانیوں کی یاد دلاتی ہے۔ جو انسانی احساسات کے لحاظ سے نازک ترین جذبات کی قربانیاں کہلاتی ہیں۔ دُنیا میں انسان ہر روز ہی قربانیاں کرتا ہے۔ اور قربانیاں کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اس میں نیک اور بد کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ عقلمند اور آوارہ گرد کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ ایک با اصول اور عیاش انسان کی بھی کوئی تمیز نہیں ہے صرف فرق یہ ہوتا ہے۔ کہ کوئی اچھی چیز کے لئے قربانی کرتا ہے۔ اور کوئی بُری چیز کے لئے قربانی کرتا ہے۔ ان تمام قربانیوں پر غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب سے بھاری قربانی انسان کے لئے اپنی اولاد کی قربانی ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں۔ کہ بعض انسان جن کی فطرتیں مر جاتی ہیں۔ اور جو انسانیت سے خارج ہوجاتے ہیں۔ ان میں ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ کہ وُہ اپنے بچوں کو اپنے عیش اور اپنی لذت کی خاطر قربان کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ استثنائی وجُود ہوتے ہیں۔ اور درحقیقت اپنی مُردہ فطرت کے لحاظ سے انسانوں میں شمار ہونے کے قابل ہی نہیں ہوتے۔ فطرتِ انسانی کا اصلی جوہر انسانوں کی اکثریت سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر ہم اپنے گردوپیش کے حالات پر نظر ڈالیں۔ تو ہمیں معلوم ہوگا۔ کہ ننانوے فیصدی آدمی بلکہ شائد اس سے بھی زیادہ اپنی عمریں محض اپنی اولاد کی بہتری کی خاطر قربان کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ ایک عجیب قسم کا نظارہ دُنیا میں نظر آتا ہے۔ کہ دادا بیٹے کے لئے اور بیٹا پوتے کے لئے۔ اور دادی بیٹی کے لئے اور بیٹی نواسی کے لئے اپنی جان قربان کر رہے ہیں۔ اور یہ اوپر سے نیچے اُترنے والی قربانی نہ زمانے کی قید سے واقف ہے۔ نہ مذہب کی قید سے واقف ہے۔ نہ ملک کی قید سے واقف ہے۔ نہ علم کی قید سے واقف ہے۔ نہ زبان کی قید سے واقف ہے۔ نہ رنگوں کی قید سے واقف ہے۔ ایک مسلمان۔ اور ایک عیسائی۔ اور ایک ہندو۔ ایک کالا اور ایک گورا اور ایک زرد رنگ کا آدمی ایک مرد۔ اور ایک عورت۔ ایک ہندوستانی اور ایک انگریز اور ایک افریقی۔ ایک جاہل اور ایک پڑھا لکھا انسان۔ ایک سیدھا سادہ اور ایک فلاسفر اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں۔ اور اپنے کاموں کے تمام انواع میں بس ایک ہی دُھن میں لگے ہُوئے نظر آتے ہیں۔ کہ اپنے آپ کو قربان کر دیں۔ اور اس قربانی کے نتیجے میں کچھ عزت یا کچھ جائداد یا کچھ روپیہ یا کچھ رُتبہ۔ یا کچھ آرام حاصل کرکے اپنی اولادوں کو ورثہ میں دے دیں۔ نہ آج اس کے خلاف کوئی بات نظر آتی ہے۔ نہ پچھلی صدی میں اس کے خلاف لوگوں کا دستور تھا۔ نہ اُس سے پہلی صدی کے لوگ اس کے خلاف تھے۔ نہ اس سے پہلی کے۔ نہ اُس سے پہلی کے۔ آج سے لے کر آدم تک۔ آدم کا ہر بچہ اور حوّا کی ہر بیٹی سوائے اس کے جو انسانیت سے خارج ہوگیا ہو۔ صرف ایک ہی کام میں مشغول نظر آتا ہے۔ کہ اپنے آپ کو قربان کر دے۔ اور اپنی اولاد کو آرام اور راحت بخشے۔ یہ عجیب سلسلہ پیہم۔ اور متواتر قربانی ہے۔ جس کی مثال شائد کسی اور جذبے میں ملنی مشکل ہو۔ پس یہ ایسی چیز نہیں ہے۔ جو انسانی نگاہ سے اوجھل ہو۔ چلے جاؤ فلاسفروں کے گھروں میں۔ یا چلے جاؤ اجڈ اور جاہل لوگوں کے گھروں میں۔ چلے جاؤ شہریوں کے گھروں میں۔ یا چلے جاؤ گاؤں والوں کے گھروں میں۔ وہاں اس بات کا تجربہ کرکے دیکھ لو۔ کہ ایک باپ اور ایک ماں اپنی جان کی قیمت زیادہ سمجھتے ہیں۔ یا اپنی اولاد کی قیمت زیادہ سمجھتے ہیں۔ تمہیں یہی نظر آئے گا۔ کہ وُہ سب کے سب الا ماشاء اللہ اپنے آپ کو بھُولے ہُوئے ہیں۔ اور پیدائش خلق کا ایک ہی مقصد اُن کے سامنے ہے۔ کہ وُہ اپنی اولادوں کی راحت اور آرام اور ترقی کے سامان پیدا کریں۔ وُہ اس امر میں غلطی کرسکتے ہیں۔ کہ اولاد کو راحت کس طرح حاصل ہوسکتی ہے ممکن ہے۔ کوئی علم میں ان کی راحت سمجھتا ہو۔ اور کوئی جہالت میں۔ اور کوئی محنت میں ان کی راحت سمجھتا ہو۔ اور کوئی آرام طلبی میں۔ لیکن اپنے اپنے نقطۂ نگاہ کے ماتحت جس جس چیز کو وہ راحت اور آرام کا سبب سمجھتے ہیں۔ اس چیز کو وُہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی اولاد کے سپرد کر دیتے ہیں۔

پس اولاد کی محبت ایک ایسا طبعی جذبہ ہے۔ جو صرف دیوانوں اور انسانیت سے خارج انسانوں کے دلوں سے ہی باہر ہوتا ہے۔ ورنہ ہر انسان اُس سے متاثر ہوتا ہے۔ اور اس کے ماتحت اپنی زندگی کے اعمال بجا لاتا ہے ؞

سلسلۂ تقریر کو جاری رکھتے ہُوئے حضورؑ نے فرمایا:۔

آج کی عید ہمیں اسی جذبہ کی قربانی کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ جو انسانی جذبات میں سے قوی تر اور وسیع تر ہے۔ قوی ایسے کہ اس سے زیادہ قوی کوئی اور انسانی جذبہ نہیں اور وسیع ہے۔ کہ اس سے زیادہ وسیع کوئی اور انسانی جذبہ نہیں آج سے دو ہزار سال پہلے ابراہیمؑ نے خدا سے حکم پایا۔ کہ وُہ اس چیز کو جس کو دُنیا سب سے زیادہ عزیز قرار دیتی ہے۔ اور جس کی زندگی کے لئے باپ اور ماں زندہ رہ رہے ہیں۔ وُہ خدا کے لئے اُسے قربان کر دے۔ اور ابراہیمؑ کھڑا ہوگیا اور اس نے اپنے رب سے یہ نہیں پوچھا۔ کہ اے میرے خدا یہ جذبہ لطیف

قرآن و حدیث اور بائیبل میں مسیح موعود کے وقت میں طاعون کی پیشگوئی

(۳)

دابۃ الارض والی آیت کے علاوہ قرآن کریم میں اور بھی کئی جگہ مسیح موعود کے وقت میں عام وبائیں پڑنے اور ہلاکتوں کے آنے کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ ایک اور جگہ اللہ تعالےٰ بطور پیشگوئی فرماتا ہے۔ وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا یعنی کوئی ایسی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں گے۔ یا اس پر عذاب شدید نازل نہ کریں گے۔ گویا آخری زمانہ میں ایک سخت عذاب نازل ہوگا۔ پھر دوسری طرف یہ بھی فرمایا وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک عذاب سے پہلے رسول بھیجکر اتمام حجت نہ کرلیں۔ گویا عذاب اس وقت تک نہیں آتا۔ جب تک رسول نہ آئے اب آخری زمانہ میں اگر مسیح موعودؑ نے ظاہر ہونا ہے۔ بحالیکہ وہ رسول بھی ہے تو ضروری ہے۔ کہ اس کے نہ ماننے والوں پر ان ہر دو آیات کے مطابق عذاب آئے سو وہ عذاب آیا۔ جس کا ایک رنگ طاعون تھی۔ جو ایک وسیع عذاب کی صورت میں تمام دنیا پر چھا گئی تھی

احادیث میں طاعون کا ذکر

قرآن کریم کے علاوہ احادیث نبویہ میں بھی یہ پیشگوئی بصراحت موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی جس کے مندرجہ ذیل ثبوت ملاحظہ ہوں

(۱) حدیث کی ایک بلند پایہ کتاب صحیح مسلم میں آتا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فیحصر نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ فیرسل اللہ علیھم النغف فی رقابھم فیصبحون فرسی کموت نفس واحدۃ (مسلم جلد ۲ کتاب الفتن) کہ خدا کا نبی مسیح موعود اور اس کے صحابی متوجہ ہوں گے۔ اور خدا تعالےٰ انکے مخالفوں کے جسموں میں ایک پھوڑا (طاعون) ظاہر کرے گا۔ پس وہ صبح کو ایک آدمی کی موت کی طرح ہو جائینگے نغف کے معنے پھوڑا اور طاعون کے ہیں (دیکھو عربی لغات مصنفہ [illegible])

(۲) رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مسیح موعودؑ کے زمانہ کے لوگوں کی صحت کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس وقت طاعون بھی ظاہر ہوگی۔ چنانچہ ترمذی میں حضرت انس سے روایت ہے۔ کہ جب دجال ظاہر ہوگا۔ اور مدینہ کی طرف رخ کرے گا۔ تو اس وقت طاعون پڑیگی لیکن اللہ تعالےٰ طاعون اور دجال دونوں سے مدینہ شریف کو محفوظ رکھے گا۔ چونکہ مسیح موعود اور دجال کا زمانہ ایک ہی ہے۔ اس لئے بالفاظ دیگر اس حدیث میں بھی یہ پیشگوئی موجود ہے۔ کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔

(۳) ایک کتاب "اکمال الدین" جو شیعوں کی بڑی معتبر کتاب ہے۔ اس کے صفحہ ۳۴۸ میں لکھا ہے۔ مہدی و مسیح کے زمانہ میں دو موتیں ہوں گی۔ ایک سرخ موت اور دوسری سفید موت یعنے جنگیں بھی ہوں گی۔ اور طاعون سے بھی لوگ ہلاک ہوں گے۔ بلکہ طاعون کا لفظ بھی اس میں موجود ہے۔

(۴) یہ بات میں نہایت وضاحت سے پہلے ثابت کر آیا ہوں۔ کہ دابۃ الارض سے مراد طاعون کا کیڑا ہے جو زمین سے نکل کر انسان کے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ پس جس قدر اور جتنی احادیث میں بھی دابۃ الارض کے خروج کی پیشگوئی ہے۔ وہ سب کی سب اس بات کی تائید میں پیش کی جاسکتی ہیں۔ کہ احادیث میں طاعون کی پیشگوئی موجود ہے۔

(۵) مشکواۃ شریف میں کئی جگہ بصراحت مذکور ہے۔ کہ دابۃ الارض کی پیشگوئی اور طلوع الشمس من مغربھا کی پیشگوئی دونوں اکٹھی پوری ہوں گی۔ یعنے اگر دونوں میں سے ایک پہلے پوری ہوگئی۔ تو دوسری اس کے بعد معاً پوری ہو جائے گی۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ طلوع الشمس من مغربھا کی پیشگوئی پوری ہوگئی ہے یا نہیں۔

طلوع الشمس من مغربھا کی پیشگوئی

واقعات پر نظر ڈالی جائے۔ تو ثابت ہوتا ہے کہ طلوع الشمس من مغربھا کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پوری ہوچکی ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی اپنے ظاہر معنوں میں تو کسی صورت میں بھی پوری نہیں ہوسکتی اور نہ ہی ظاہری طور پر پورا ہونا مراد ہے کیونکہ اول اس طرح نظام کائنات جو سورج پر قائم ہے درہم برہم ہو جائے۔ دوئم یہ قانون قدرت کے خلاف ہے سوم قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سورج کا یہ نظام بدل نہیں سکتا۔ ورنہ اگر ایسا ہوسکتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے مدمقابل بادشاہ کے سامنے اس دلیل کو پیش نہ کرتے۔ کہ ان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی یہ سنت ہے۔ کہ وہ سورج ہمیشہ مشرق سے چڑھاتا ہے اس کا یہ قانون کبھی نہیں بدل سکتا۔ اگر تو بھی خدا ہے تو اس قانون کو بدل کر دکھا۔ چہارم۔ اگر سورج مغرب سے بھی چڑھ آئے۔ پھر بھی یہ پیشگوئی ظاہری الفاظ میں پوری نہیں ہوسکتی کیونکہ "مغرب" عربی میں اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سورج غروب ہوتا ہے۔ جب سورج بجائے مغرب کے مشرق میں غروب ہوگا تو مغرب جو پہلے ہوگا۔ وہ مشرق بن جائیگا کیونکہ مشرق اس جگہ کو کہتے ہیں۔ جہاں سے سورج چڑھتا ہے۔ اور جو مشرق پہلے ہوگا وہ مغرب ہو جائے گا۔ بات تو وہی ہوگی مغرب سے تو پھر بھی طلوع نہ ہوا۔ لہٰذا ماننا پڑیگا کہ اس سے مراد یہی ہے کہ مغربی اقوام جو ظلمت کے عمیق گڑھوں میں پڑی ہوں گی۔ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ان پر بھی اسلامی سورج چمکیگا۔ اور اس طرح طلوع الشمس من مغربھا کی پیشگوئی پوری ہوگی۔ سو یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے خلفاء کے ذریعہ پوری ہوچکی۔ اور دن بدن نمایاں طور پر پوری ہوتی جارہی ہے پس جبکہ یہ پیشگوئی پوری ہوچکی ہے۔ تو بموجب احادیث مذکورہ دابۃ الارض کی پیشگوئی بھی یا اس سے قبل پوری ہوچکی یا بعد میں۔ سو وہ دابۃ الارض طاعون ہی ہے جو طلوع الشمس من مغربھا۔ سے پہلے ظاہر ہوکر قوموں کی قوموں کو تباہ کرگئی

چھٹا ثبوت اس بات کا یہ ہے کہ دابۃ الارض کے متعلق احادیث میں بہت تناقض ہے۔ کسی میں لکھا ہے وہ ایک عورت۔ بالوں والی مثل چڑیل ہوگی۔ کسی میں لکھا ہے۔ اس کا سر گائے کی طرح آنکھیں انسانی اور کان ہاتھی کے اور گردن شتر مرغ کی طرح سینہ اونٹ کی طرح رنگ چیتے کی طرح کمر بلی کی طرح اور اگلی دو ٹانگیں بندر کی طرح ایک ٹانگ مشرق میں اور ایک مغرب میں ہوگی۔ پھر بعض احادیث میں آتا ہے۔ کہ وہ جساسہ ہوگا۔ اور باندھا ہوا ہوگا۔ ایک حدیث میں مروی ہے کہ وہ تین دن زمین میں سے نکلتا رہے گا۔ لیکن اتنے عرصہ میں اس کے بدن کا صرف تیسرا حصہ نکل سکے گا۔

پس ان تناقضات سے ظاہر ہے۔ کہ دابۃ الارض کے متعلق یہ سب خیالات من گھڑت ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف کسی بڑے سے بڑے ڈراؤنے جانور سے اس کی مثال دی ہے۔ تا لوگ خوف کھا جائیں۔ اور طاعون سے محفوظ رہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض نادان یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اگر دابۃ الارض سے مراد طاعون ہے۔

اور مسیح موعود کے منکر طاعون سے ہلاک ہوں گے۔ تو وہ موجب حدیث صحیح شہید کہلائیں گے۔ اور مفت میں شہادت کا درجہ حاصل کر لیں گے۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اشتہار آخری فیصلہ کے جواب میں مباہلہ سے گریز کرتے ہوئے لکھا تھا کہ اگر میں طاعون سے بھی مر گیا۔ تو موجب حدیث شہید کہلاؤں گا۔ کیونکہ جو طاعون سے مرے وہ شہید ہوتا ہے۔

لیکن ان کا یہ اعتراض حدیث سے محض لاعلمی پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ حدیث میں صاف طور پر آتا ہے۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا سالت عن الطاعون فاخبرها نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان عذاباً یبعثہ اللہ علی من یشاء فجعلہ اللہ رحمۃ للمومنین فلیس من عبد یقع الطاعون فیمکث فی بلدہ صابراً یعلم انہ لن یصیبہ الا ما کتب اللہ لہ الا کان لہ مثل اجر الشہید۔" (بخاری جلد چہارم صفحہ ۱۰۲)

یعنی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفسار کیا۔ جس کے جواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ طاعون ایک عذاب ہے۔ جو اللہ تعالےٰ جس پر چاہتا ہے۔ نازل کرتا ہے لیکن صرف مومنوں کے لئے وہ عذاب رحمت اور شہادت کا موجب ہوتا ہے۔ کافروں اور دشمنوں کے لئے نہیں۔ اور وہ مومن جو طاعون والے شہر میں آرام سے رہے۔ اور کسی دوسرے علاقہ میں جانے کی کوشش نہ کرے۔ پھر طاعون کا شکار ہو جائے۔ تو وہ شہید ہوتا ہے۔

پس طاعون سے جو دشمن ہلاک ہو۔ وہ بہر حال مہلک اور ملعون ہے۔ نہ کہ شہید۔ اور اگر کوئی مومن شہید ہو۔ تو وہ ضرور شہادت کا درجہ پائیگا پس یہ کہنا فضول ہے۔ کہ طاعون ہر حالت میں شہادت کا درجہ عطا کرتی ہے

احقر محمد صدیق مولوی فاضل "جامعہ" از امرتسر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قائم کردہ مرکزِ احمدیت اور غیر مبایعین

غیر مبایعین کا قادیان سے قطع تعلق

غیر مبایعین کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے بیزاری۔ اور آپ کی تعلیم سے دوری کا سب سے بڑا سبب یہ ہے۔ کہ ان لوگوں نے قادیان سے تعلقات کو قائم نہ رکھا۔ اور اس طرح خود ان لوگوں نے ثابت کر دیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کلام برحق ہے۔ کہ:۔

"جیسے روشنی میں سیاہ دل چور نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی طرح اس مقام میں جو تجلیات وانوارِ الٰہی کا مرکز ہے۔ کوئی سیاہ دل خائن بہت مدت تک نہیں ٹھہر سکتا"

(بدر۔ ۱۵۔ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء)

"پیغام صلح" لکھتا ہے:۔

"یہ تحریر قادیان کے آریوں کے متعلق ہے" (۱۹۔ جنوری سنہ ۱۹۳۷ء)

مگر اس نے غور نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فرماتے ہیں "کوئی سیاہ دل خائن" مدت تک قادیان نہیں ٹھہر سکتا۔ ان الفاظ میں قادیان کے آریوں کی تخصیص نہیں۔ بلکہ یہ ہر "سیاہ دل خائن" پر حاوی ہیں۔ خواہ وہ آریہ ہو۔ یا کوئی اور۔ غیر مبایعین نے اپنی سیاہ دلی سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ بھی اسکے مصداق ہیں۔

حضرت علیؓ نے کوفہ کو مرکز بنایا

قادیان سے قطع تعلق کو حق بجانب قرار دینے کیلئے یہ کہنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ کو چھوڑ کر کوفہ کو مرکز بنایا تھا۔ سخت بے ہودگی ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جیسا کہ "امیر پیغام" نے اپنی کتاب "تاریخ خلافتِ راشدہ" میں خود تحریر کیا ہے۔ اس لئے کوفہ کو مرکز بنایا تھا۔ کہ وہ وہاں رہ کر ارد گرد کے سرکش مخالفین کی بآسانی سرکوبی کر سکیں کیونکہ یہ شہر مخالفین کے علاقہ جات سے ملحق تھا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کوئی خاص حکم بھی نہ تھا۔ کہ مدینہ ہی مرکزِ خلافت ہوگا۔ اگر کوئی ایسا حکم ہوتا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ یقیناً مدینہ کو چھوڑ کر کوفہ کو اپنا مرکز نہ بناتے۔ مگر "اہل پیغام" بجائے اس کے کہ قادیان میں رہتے۔ الٹے پاؤں لاہور کو پھر گئے۔ اور اس بات کی قطعاً پروا نہ کی۔ کہ احمدیت کا مرکز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان مقرر فرمایا ہے۔ نہ کہ لاہور یا کوئی اور شہر۔

اس کے علاوہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ "اہل پیغام" قادیان جو تجلیات اور انوارِ الٰہیہ کا مرکز ہے۔ کے رہنے والوں کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اور بڑے بڑے موٹے حروف میں لکھ رہے ہیں "قادیانی دجل" یعنی اب قادیان منبعِ دجل وفریب ہے۔ مگر حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مدینہ کے متعلق کبھی ایسے الفاظ نہیں فرمائے۔ اور نہ مدینہ کی تخریب کی کوئی کوشش کی۔

پس اس صورت میں "اہل پیغام" کا یہ کہنا۔ کہ ہم نے قادیان کو چھوڑ دیا تو کیا ہوا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی تو مدینہ کو چھوڑ کر کوفہ کو اپنا مرکز بنا لیا تھا۔ ایک نامعقول عذر ہے۔

"امیر پیغام" کو واجب الاطاعت بنانے کی تجویز

ان لوگوں نے قادیان کو محض اس لئے چھوڑا۔ کہ ان میں کبر وابا کا مادہ پیدا ہو گیا تھا۔ اور وہ نہ چاہتے تھے۔ کہ ایک ایسے وجود کی اطاعت کریں۔ جسے خدا تعالےٰ نے جماعت کی حفاظت کے لئے کھڑا کیا۔ مگر چونکہ ایسے مرکزی وجود کے سوا کامیابی اور فلاح کا حصول ناممکن ہے اس لئے اب "پیغام صلح" میں "اہل پیغام" کو اس بات کی تحریک کی گئی ہے۔ کہ وہ "امیر پیغام" کو ایسا امیر تسلیم کریں۔ جس کا ہر حکم واجب العمل ہو۔ اور کسی کو اس کے آگے چون وچرا کی گنجائش نہ ہو۔ گویا "اہل پیغام" اپنے آپ کو "فردِ واحد" کی اطاعت کے لئے پیش کرتے ہیں۔ یا خیالاتِ سابقہ کے مطابق اپنے آپ کو آزاد رکھنا مناسب سمجھتے ہیں۔

چونکہ قادیان کی چھوٹی سی بستی کو اللہ تعالےٰ نے مرکز انوار وتجلیات بنایا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ وہ ترقی کرے۔ اور اپنی ظاہری شان میں بھی روز بروز بڑھتی جائے۔ اور پاک اور سعید روحیں اس میں جمع ہوں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آج وہ بستی جو کبھی صرف چند سو افراد پر مشتمل تھی۔ ہزارہا نفوس کی رہائش گاہ ہے۔ اور نیک ارواح اس کی طرف کھنچی آ رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"لوگ اپنے وطنوں کو چھوڑ کر اس بستی کو اپنا وطن بنا رہے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ ان کے دلوں کو کھینچ رہا ہے۔ اور وہ اس (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ملاقات کی خاطر اپنے دوستوں کی ملاقات کو ترک کر رہے ہیں۔ ان کو اس کی محبت کا عشق ہے۔ اور اس کے دیدار کی تڑپ ہے۔ اور اسی طرح خدا کے بندے کمال صدق۔ اخلاص۔ اور صفا سے اس کے پاس جمع ہو رہے ہیں" (الاستفتاء صفحہ ۳)

پس لوگوں کا قادیان آنا اور اسے اپنا وطن بنانا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی ایک بین دلیل ہے۔ اسی طرح آنے والے مخلصین کے مکانات کی تعمیر آپ کی سچائی پر شاہد ناطق ہے۔ اور اسکی وجہ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے یہ ہے کہ قادیان کی عظیم الشان ترقی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ پس قادیان میں جو کوٹھی یا مکان بھی تعمیر ہوتا ہے۔ آپ کی صداقت کا ثبوت ہوتا ہے۔

پیغامیوں نے معاندین کا طریق اختیار کرلیا

اس کے مقابل پیغام صلح ۱۹ جنوری ۱۹۳۷ء کا یہ لکھنا۔ کہ ہندوستان میں بہت سی آبادیاں ایسی ہیں جو قادیان کی نسبت بہت زیادہ سرعت سے ترقی کر رہی ہیں۔ ان میں قادیان سے بہت زیادہ تعداد میں اور زیادہ شاندار عمارتیں بازار کارخانے مارکیٹ تعمیر ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں" ثابت کرتا ہے۔ کہ اہل پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو بھی مشتبہ کرنے سے نہیں جھجکتے۔ اور اب وہی اعتراض کر رہے ہیں۔ جو سالہا سال قبل معاندین قادیان کی ترقی کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کو مشتبہ کرنے کے لئے پیش کر چکے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایڈیٹر پیغام ایک مخالف ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال و فرامین کا کوئی احترام نہیں کرتا۔ بلکہ آپ کی مخالفت کے درپے ہے۔

یہ کہنا کہ قادیان میں کوٹھیاں اور عمارات تعمیر کرنا دنیاوی کام ہے۔ اور اس سے اشاعت اسلام سے توجہ ہٹ جائے گی۔ یہ خیال غلط ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے خود اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ "سلیمان بادشاہ تھے۔ اور ان کے محلات بھی تھے۔" (جلد ۳ نوٹ ۲۴۷۶ صفحہ ۱۴۱۹) حضرت سلیمان کا محلات تعمیر کرنا اس بات کی ایک یقینی دلیل ہے۔ کہ جسے خدا تعالیٰ کچھ توفیق دے۔ تو وہ کوٹھیاں اور محلات بنوانے کا مجاز ہے۔ اور یہ امر اس کی روحانیت کے لئے مضر نہیں۔

امیر پیغام کی کوٹھیاں

اس کے علاوہ یہ سے

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

والی بات ہے۔ مولوی محمد علی صاحب آج قادیان میں تعمیر ہونے والے مکانات اور کوٹھیوں پر اعتراض کر رہے ہیں۔ سب سے پہلے انہوں نے ہی قادیان میں اپنی کوٹھی بنوائی۔ اور جب یہاں سے لاہور چلے گئے تو پھر کئی ہزار روپیہ خرچ کر کے موسم گرما گزارنے کے لئے ڈلہوزی میں ایک اچھی خاصی کوٹھی تیار کرائی۔ جب یہ کوٹھیاں تیار ہوئیں تو مولوی صاحب کو اس قسم کا خیال نہ آیا۔ جس قسم کا خیال کہ انہیں قادیان کی کوٹھیوں کے متعلق پیدا ہوا ہے۔ اور قطعاً اس امر کے موازنہ کی طرف توجہ پیدا نہ ہوئی۔ کہ میں جو روپیہ اپنی کوٹھیوں پر خرچ کر رہا ہوں وہ اشاعت اسلام پر خرچ ہو۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کی عمارت

پھر یہی نہیں بلکہ قادیان میں تعلیم الاسلام ہائی سکول اور اس کے بورڈنگ کی شاندار عمارتیں تیار ہوئیں۔ اور ہزاروں ہزار روپیہ ان پر صرف ہوا۔ مگر مولوی صاحب نے کبھی ان پر اس قسم کا کوئی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ ایک موقعہ پر اس امر پر فخر کا اظہار کیا ہے۔ کہ ان کا ان شاندار عمارتوں کی تعمیر میں بہت حد تک دخل تھا۔

پس اگر ان شاندار عمارتوں اور کوٹھیوں کی تعمیر کے وقت مولوی صاحب کو کبھی یہ درد پیدا نہیں ہوا۔ کہ اس روپیہ کو اشاعت اسلام میں لگانا چاہیئے۔ اور قوم کے روپیہ کو ان تعمیرات پر برباد نہیں کرنا چاہیئے۔ تو اب ایسی ہی عمارات پر ان کا اعتراض بالکل بے جا ہے۔

سیاسیات میں دخل پر اعتراض

ایک اور اعتراض یہ کیا گیا ہے۔ کہ ہم سیاسیات میں کیوں دخل دیتے ہیں مگر ایسا اعتراض کرنے والے لوگ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ اسلام روحانی اور دنیوی اصلاح کا ذمہ دار ہے۔ اور ہر شعبہ کے متعلق اس کی ہدایت کامل ہے۔ اس لئے اگر مسلمان اس ہدایت کو بھول جائیں۔ تو اسے ان کے سامنے پیش کرنا اور انہیں آگاہ کرنا کہ اسلام تمہیں فلاں امر کے متعلق یہ ہدایت کرتا ہے۔ اور اسی پر تمہاری بہبودی اور کامیابی کا انحصار ہے۔ نہایت مستحسن فعل ہے اور عین الہٰی منشاء کے مطابق۔ جو شخص خلقِ خدا کو برباد ہوتے ہوئے دیکھ کر اس کی خیر خواہی نہیں کرتا۔ اسلام اسے مجرم گردانتا ہے۔

کیا آزادی کی خواہش رکھنا جرم ہے

اسی طرح اگر کوئی یہ خواہش رکھتا ہے۔ کہ دنیا میں اسے آزادی حاصل ہو۔ تاکہ وہ اسلام کے ہر ایک حکم پر بآسانی بلا روک ٹوک عمل کر سکے۔ اور دوسروں کو بھی اسلام کے احکام پر عامل بنا سکے تو یہ ایک پاک خواہش ہے۔ بشرطیکہ اس خواہش کے حصول کے لئے ایسے ذرائع اختیار کئے جائیں۔ جو جائز ہوں۔ کیا مولوی صاحب نے خود تحریر نہیں فرمایا۔ کہ "دوسری قوموں کے ہاتھوں یہ (مسلمان) لوگ ذلیل اور مقہور ہو رہے ہیں" (تفسیر جلد ۲ نوٹ ۳۹۰۱ و صفحہ ۱۲۲۲) اگر مولوی صاحب آزادی کی خواہش نہیں رکھتے۔ تو یقیناً یہ سمجھا جائے گا۔ کہ انہیں ذلیل و مقہور رہنا ہی پسند ہے۔ آہ مولوی صاحب یہ جانتے ہوئے کہ مسلمان "محکوم قوم کے اعلےٰ درجہ کے جوہر مٹتے چلے جا رہے ہیں" اور کہ وہ "بنی اسرائیل کی طرح دوسری قوم کی غلامی میں ہیں" (بیان القرآن جلد ۲ نوٹ ۳۹۰۱ صفحہ ۱۱۷۷) پھر اس شخص کو کوستے ہیں جو اپنے اندر ایک عشق اور تڑپ رکھتا ہے۔ کہ دنیا میں اسلام کا غلبہ ہو۔ تا خدا کے ہر ایک حکم پر کما حقہ عمل ہو سکے اور نہیں جانتے۔ کہ اس پاک خواہش کے حصول کے لئے تڑپ رکھنا اور جائز ذرائع سے اس کے پورا کرنے کی کوشش کرنا جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔ اگر آزادی کے حصول کے لئے خواہش رکھنا یا کوشش کرنا ناجائز ہے۔ اور اس کا نتیجہ برا ہے تو بتایا جائے کہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام نے اپنی گراں قدر "محنت" کو ان امور میں صرف کر کے کیوں برباد کیا اور کیوں دعا فرمائی۔ کہ اے رب میری اس بادشاہت کو تباہی سے محفوظ رکھیو۔ (بیان القرآن جلد ۳ نوٹ ۲۱۴۱ صفحہ ۲۸) اگر یہ چیزیں مکروہ ہوتیں۔ اور ان کا نتیجہ برا ہوتا۔ تو بنی اسرائیل کو بادشاہت عطا کر کے یہ نہ فرمایا جاتا۔ کہ ان کو نعمت عطا کی گئی ہیں۔ "نبوت کا سلسلہ ان میں بہت وسیع کیا۔ اور پھر نبوت کے ساتھ بادشاہت بھی دی" (بیان القرآن جلد ۱ نوٹ ۸۰۵ صفحہ ۶۰۰) یہ بتاتا ہے کہ بادشاہت یا سیاست صحیحہ کوئی بری چیز نہیں۔ اور نہ ہی اس کا نتیجہ برا ہے۔

اگر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقا کے دلوں پر پژمردگی طاری ہے۔ اور وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اسلام کی کامیابی محال ہے۔ یا اگر وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ آزادی اور بادشاہت ایک فضول چیز ہے۔ تو وہ ایسے خیالات رکھیں۔ ہمارے آقا۔ ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایسے پست خیال رکھنے کی تعلیم نہیں فرمائی۔ اور ہم اپنے رب کے افضال پر امید رکھتے ہوئے یقین کرتے ہیں۔ کہ وہ دن جلد آنیوالے ہیں۔ کہ جب دنیا میں اسلام کا جھنڈا ہی لہراتا دکھائی دے گا۔ انشاء اللہ

کارخانوں کا اجرا

ہمارے امام ایدہ اللہ تعالےٰ نے جہاں تحریکِ جدید کی سکیم میں سادہ زندگی قربانی کی روح وغیرہ کے لئے راہنمائی فرمائی ہے۔ وہاں یتامےٰ اور مساکین اور دیگر بے کس اور بے کار لوگوں کے لئے بعض کارخانوں کا اجرا بھی فرمایا ہے۔ تاکہ یہ لوگ کام سیکھ کر اپنے لئے عزت کے ساتھ روزی حاصل کر سکیں۔ اور ساتھ ہی ان کی تعلیم کا بھی انتظام فرمایا ہے۔ تاکہ وہ اپنے پیٹ پالنے کے ساتھ ساتھ روحانیت اور ایمان میں بھی ترقی کرتے رہیں۔ اور اپنی ترقی کے ساتھ دوسروں میں اس ایمان کا بیج بونے کی بھی توفیق پا سکیں۔

یہ ایک ایسا مبارک اور خلقِ خدا کی خیر خواہی کا ایسا نیک کام ہے۔ جس سے کسی عقلمند کو انکار نہیں ہو سکتا۔ مستقل گزارے کا ذریعہ اور ساتھ ہی علمیت اور واقفیت دینی بھی حاصل ہو۔ اس سے بہتر یتامےٰ مساکین اور بے کاروں کی خیر خواہی کیا ہوگی مگر مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ کہ اس پر بھی اعتراض سے باز نہیں آئے۔ اور اپنے حسد اور کینہ کو ظاہر کئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس سے مولوی صاحب کا یہ منشاء معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان بے کسوں کی خبر نہ لی جائے حالانکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو اسلام لائے۔ وہ بار بار یتامےٰ اور مساکین کی پرورش اور خیر خواہی کا حکم دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ انہیں صدقات کے ذریعہ مدد دو۔ اور ان کی تکلیف کو نہ بھولو۔

اہل پیغام کا لٹریچر

ہاں انہیں اپنے ترجمہ قرآن پر بڑا فخر

ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ ایسا ترجمہ کوئی قابل قدر چیز نہیں جس میں تکلف اور تصنع سے کام لیا گیا ہو۔ حقیقی ترجمہ اور تفسیر وہی شخص پیش کرسکتا ہے۔ کہ جو معارف قرآنیہ کا خود مورد ہو۔

پس مولوی محمد علی صاحب جن کو حقائق الٰہیہ سے کوئی مس ہی نہیں۔ اور جن کا علم محض نقلی ہے۔ ان کے ترجمہ کی دوسرے تراجم سے بڑھکر کیا قدر ہوسکتی ہے۔ کیا عبدالحکیم نے تفسیر قرآن شائع نہ کی تھی؟ پھر اگر وہ تفسیر اسے کوئی فائدہ نہ دے سکی تو مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

پس وہ شخص جو روحانیت سے بے بہرہ ہے۔ اس کی تفسیر کو دوسری معمولی تفاسیر پر کیا فضیلت ہوسکتی ہے۔

امیر پیغام کوئی ایک ہی ایسی تصنیف پیش کریں۔ جس میں ایک محقق کو وہ اسلام نظر آجائے۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے پیش کرنے کی خواہش یا تاکید فرمائی ہے۔ مگر اہلِ پیغام یقین رکھیں کہ ان کے "امیر" کا قلم آج تک ایسی تصنیف سے محروم رہا ہے۔ ان کی تصانیف میں ہمیں کوئی ایسا امر نظر نہیں آیا جو دیگر معمولی کتابوں کے بیانات سے ممتاز ہو۔ پھر ان کی تحریروں میں نقل تکلف اور تصنع کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کتابوں کا مصنف محض ایک نقال ہے۔ جو پہلی بعض کتابوں کو نقل کرتا چلا جا رہا ہے۔

پس ایسی تفاسیر یا تصانیف پر فخر کوئی معقول امر نہیں۔ خصوصاً جب اس امر کو بھی مدنظر رکھا جائے کہ ان میں کئی امور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کے مخالف پڑے ہیں۔

اہلِ پیغام کے تبلیغی کوائف کا تھوڑا سا حال

غیر مبائعین کے لٹریچر کا تو حال آپ نے سُن لیا۔ اب اہلِ پیغام کے تبلیغی کوائف کا حال سنئے۔ یہ لوگ مرپیٹ کر برلن میں ایک مسجد بناتے ہیں۔ اور تبلیغ کا کام شروع کرتے ہیں۔ اور انہیں سے ایک شخص اٹھتا ہے۔ اور مسجد کو گروی رکھ دیتا ہے۔ کیا آپ نے کبھی کوئی ایسا نمونہ دیکھا۔ اور کبھی ایسی تبلیغ ہوتی دیکھی۔

۱۹۳۵ء میں برلن سے ایک نومسلم سماٹرا آیا۔ اور ایک ہفتہ تک ہمارے پاس ٹھہرا۔ اس سے میں نے مسجد کا واقعہ سنا اور دیگر احوال دریافت کئے۔ اگر اس نومسلم کے بیانات کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ یہ لوگ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہستی کو قابل ذکر ہی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ حقیقی اسلام آج اگر دنیا میں پھیل سکتا ہے تو صرف آپ کے وجود کو پیش کرکے اور آپ کی تعلیم و احکام کو پیش نظر رکھکر تبلیغ کرنے سے ہی پھیل سکتا ہے۔

اس کے مقابل پر جماعت احمدیہ قادیانی کے بیرونی مشنوں کو دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ وہ نہایت کامیابی کے ساتھ اپنا کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض مشن ایسے ہیں۔ کہ اگر ان میں سے ایک کا کام سامنے رکھکر اہلِ پیغام کے مرکزی کام سے بھی مقابلہ کریں۔ تو اس مشن کا کام اس سے بڑھ کر ثابت ہوگا۔ پھر جب سے تحریک جدید کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ اندرون ہند کی جماعتوں میں بھی اور بیرون ہند کی جماعتوں میں بھی ایک خاص روح کام کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اور جماعت کا قدم روز بروز ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ اللّٰھم زد فزد

مال کی قربانی بڑھ چڑھ کر کی جا رہی ہے اوقات کی قربانی میں بشوق حصہ لیا جا رہا ہے۔ اور سینکڑوں ہیں جو اپنی جانیں وقف کرچکے ہیں۔ اور اپنے امام کے اشاروں کے منتظر ہیں۔

اے "اہلِ پیغام"! خدارا بتاؤ کہ تم میں سے کتنے ہیں۔ جو خدمتِ اسلام کیلئے قربانی کر رہے ہیں۔ تم میں سے کتنے ہیں۔ جنہوں نے اپنے اوقات کو خدا کے لئے وقف کیا ہو۔ پھر تم میں سے کتنے ہیں۔ کہ اشاعت اسلام کے لئے اپنی جانوں کو وقف کرکے اپنے "امیر" کے اشاروں کے منتظر ہوں۔ وھٰذا تحدیث بنعمۃ اللہ ولا فخر۔ والسّلام۔ خاکسار۔ محمد صادق احمدی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

الفضل کی ترقی تجارتی نقطۂ نظر سے

موجودہ زمانہ میں دیگر ایجادات کیساتھ ساتھ طباعت اور اخباری دنیا میں بھی حیرت انگیز انقلاب رونما ہوگیا ہے۔ کچھ سال پیشتر عام اخبارات کی قیمت اب سے چوگنی۔ ضخامت کم اور کاغذ بھی عموماً گھٹیا ہُوا کرتا تھا۔ مگر آج کل تو بعض ولایتی اخباروں کو پڑھ کر ان کی ردی ہی دو پیسے میں بیچی جاسکتی ہے۔ ایک ایک اخبار کے کئی کئی ایڈیشن نکلتے ہیں۔ ایک صبح کے وقت شائع ہوتا ہے۔ دوسرا شام کے وقت چھپتا ہے۔ اگر ایک لنڈن سے شائع ہوتا ہے تو دوسرا عین اُسی وقت اور اُسی طرح مانچسٹر سے نکلتا ہے۔ اور تازہ سے تازہ خبریں بہم پہنچانے میں تو واقعی تعجب خیز سرعت سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ تو روزانہ میں اکثر دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ کوئی میچ یا دوڑ ختم ہوتے ہی اس کے حالات اور نتیجہ لوگ اُسی میچ وغیرہ سے واپسی پر اخباروں میں شائع ہوا دیکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں عام معلومات۔ علمی مضامین۔ تصاویر۔ و دیگر دلچسپی کے بیسیوں سامان ایک ہی اخبار میں موجود ہوتے ہیں۔ اور بعض اخباروں کی ضخامت ساٹھ صفحوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ مگر قیمت وہی قریباً ایک آنہ۔

کیا آپ خیال کرسکتے ہیں۔ کہ ساٹھ کورے صفحے بھی آپ کو بازار سے ایک آنہ میں مل جائینگے؟ اتنے بڑے مطبع کا خرچ ملازمین کی تنخواہیں۔ مشین کی قیمتیں اور دوسرے اخراجات اس کے علاوہ ہیں اس تغیر عظیم کا راز محض تجارت کی وسعت و اشتہارات کی اشاعت ہے تجارت کو فروغ دینے کے لئے تاجروں و کارخانہ داروں نے عجیب عجیب طریقے اختیار کئے ہیں۔ طرح طرح سے اپنی اشیاء کا عام پبلک سے تعارف کرانے کی تدبیریں سوچیں۔ اور سب سے مفید اور کارآمد طریقہ اخبارات میں اشتہار ثابت ہوا۔

اور یہ اتنا مقبول ہوگیا ہے کہ اب کوئی تاجر اپنی چیزیں فروخت کے لئے بازار میں نہیں بھیجتا۔ جب تک اس کے متعلق اخبارات میں اچھی طرح پروپیگنڈا نہیں کرلیتا۔

اس طرح اخباروں کو معقول معاوضے ملتے ہیں۔ اشتہارات کیلئے جگہ ریزرو کرالی جاتی ہے۔ اور بڑے بڑے اخباروں میں کسی اشتہار کا شائع ہونا اس اشتہار کی صداقت کی دلیل سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ ایک تو بڑے اخباروں کے نرخ بہت گراں ہوتے ہیں۔ جن کا ایک معمولی آدمی کفیل نہیں ہوسکتا۔ دوسرے ایسی اخباریں حتی الوسع ایسی فرموں یا تاجروں کے اشتہارات شائع کرتی ہیں۔ جنکے متعلق انکو یقین ہو یا یقین دلایا گیا ہو۔ کہ ایماندار کاروباری اور اچھی ساکھ کی فرمیں ہیں۔ انکی ایسی آمدنی اخبار کی قیمت فروخت سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انگلستان و یورپ میں اکثر روزانہ اخبارات اگر مفت بھی تقسیم کی جائیں تو پھر بھی مالک کو فائدہ رہتا ہے۔ جس اخبار میں اشتہارات زیادہ ہوں۔ اسکی اشاعت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور جس کی اشاعت زیادہ ہو اسمیں خودبخود اشتہارات زیادہ آتے ہیں۔ گویا کثرت اشتہارات و کثرتِ اشاعت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

ہندوستان میں بھی بعض انگریزی اخبار ولائتی اخباروں کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کسی حد تک کامیاب بھی ہیں جیسے سٹیٹسمین۔ ٹائمز آف انڈیا۔ ہندوستان ٹائمز سول ملٹری گزٹ۔ پاؤنیر ہند و مدراس وغیرہ وغیرہ۔ اردو اخبارات میں ریاست دہلی۔ پرتاپ۔ ملاپ وغیرہ پیش پیش ہیں۔

اس مختصر تمہید کے بعد میری تجویز ہے کہ الفضل جماعت احمدیہ کا واحد آرگن الفضل بھی اپنے شعبہ اشتہارات کو وسیع اور بہت وسیع کرے اور زیادہ سے زیادہ اشتہار حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ جو اس کی آمدنی اور اشاعت بڑھانے کا پیش خیمہ ہوگا۔

اشتہار کیلئے تاجر مندرجہ چیزوں کا خیال رکھتا ہے ۱۔ اخبار کی اشاعت کافی ہو۔ ۲۔ خریداروں کا حلقہ وسیع ہو یعنی مختلف طبقہ و پیشہ کے لوگ اسکے خریدار ہوں ۳۔ اخبار دیر تک زیر مطالعہ رہنے والا ہو تا اسکے اشتہار پر دیر تک نظر پڑتی رہے۔

۴۔ اشاعت کا حلقہ بھی کافی وسیع ہو۔ یعنی مختلف اور دور دور جگہوں پر بھیجا جاتا ہو۔

مندرجہ بالا خوبیوں والا اخبار زیادہ سے زیادہ پراپیگنڈا اسے اشتہار بکثرت حاصل کر سکتا ہے۔ اس کی اشاعت بھی خود بخود زیادہ اور مالی حالت بھی بہتر ہوتی جاتی ہے۔

"الفضل" کی موجودہ اشاعت خدا کے فضل سے خاصی ہے۔ ہر طرح کے اور ہر طبقہ کے اس کے خریدار ہیں۔ ملازمت پیشہ اسے پڑھتے ہیں۔ کسان زمیندار اس کو خریدتے ہیں۔ پیشہ ور اس سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ امیروں کے ہاں یہ پہنچتا ہے۔ غریبوں میں اس کی اشاعت ہے۔ الغرض اس کے خریداروں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ پھر ایک مذہبی آرگن ہونے کی وجہ سے اس کا ایک ایک حرف نہ صرف خود خریدار پڑھتا ہے۔ بلکہ اپنے متعلقین۔ دوستوں عزیزوں کو سنانا اپنا فرض خیال کرتا ہے۔ اور اکثر لوگ تو اس کے فائل ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیتے ہیں۔ علاوہ ازیں دنیا کے کناروں تک پہنچنے کا فخر بھی اس کو حاصل ہے۔

ان سب باتوں کو اگر مشتہرین کے نوٹس میں لایا جائے۔ تو ممکن نہیں کہ وہ ایسے قیمتی اخبار میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کے فروغ کے متمنی نہ ہوں۔

ہندوستانی تاجروں کے علاوہ انگریزی فرموں کے اشتہار بھی آسانی سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ آج کل پروپیگنڈا کا زمانہ ہے اور اس سے کافی آمدنی کی صورت پیدا کی جا سکتی ہے۔

اس کے علاوہ گورنمنٹ کے اشتہارات بھی زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

میری ناچیز رائے میں "الفضل" میں اشتہاروں کی فراہمگی کے لئے مندرجہ ذیل طریقے اختیار کئے جا سکتے ہیں۔

۱۔ مختلف اخباروں سے مشہور فرموں کے پتہ نوٹ کر کے ان کو الفضل کی مندرجہ بالا خوبیاں دلچسپ اور جاذب پیرایہ میں چٹھی کی صورت میں معہ نرخنامہ اشتہارات بکثرت بھیجی جائیں۔ اس کے بعد ایک دو۔ تین۔ اور اگر ضرورت ہو تو زیادہ یاد دہانی کے طور پر مراسلے لکھیں جائیں۔ جن میں وہی باتیں پھر دہرائی جائیں۔ انگریزی فرموں سے انگریزی میں خط و کتابت موزوں رہے گی۔ اگرچہ ان کا اشتہار اردو میں ہی ہوگا۔

۲۔ بڑے بڑے شہروں میں "الفضل" کے ایجنٹ مقرر کئے جائیں۔ جن کا کام فرموں اور مشہور تاجروں سے بالمشافہ گفتگو و کنوینگ کر کے اشتہار حاصل کرنا ہو۔

۳۔ بڑی بڑی "اشتہاری" کمپنیوں کے ذریعہ اشتہار مہیا کئے جائیں۔ جن کا کام ہی یہ ہوتا ہے۔ ایسی کمپنیاں تمام بڑے بڑے شہروں میں موجود ہیں۔ بعض یہ ہیں

1. Laurels Ltd, The Mall Lahore.
2. The Tata Publicity Corporation Ltd Hornby Road, Bombay
3. Reuters Ltd. Hornby Road Bombay, Calcutta & Karachi.

۴۔ دوسرے بڑے اخباروں میں مشتہرین کی توجہ کے لئے "الفضل" کی اشاعت کا مفصل اور کثرت سے اشتہار شائع ہو۔

۵۔ مشتہرین کو اخبار کے نمونے مفت بھیجے جائیں۔

۶۔ ایجنٹوں کے علاوہ جماعت کے مخلص دوست بھی وقت نکال کر اپنے شہر کے دوکانداروں و تاجروں کو "الفضل" میں اشتہار شائع کرنے پر آمادہ کریں۔

۷۔ احمدی تاجر خود بھی بکثرت اشتہار شائع کرائیں۔ شروع شروع میں نرخنامہ اشتہارات واجبی ہونا چاہئے۔

شعبہ اشتہارات کا انتظام ماہر ہاتھوں میں ہونا ضروری ہے۔ جو محنت اور خوش اسلوبی سے اس کو سر انجام دیں۔

الفضل میں مخرب الاخلاق اور غیر مصدقہ بازاری لچر دوائوں وغیرہ کے اشتہار شائع نہ کئے جائیں۔ اس سے اخبار کے وقار کو ضعف پہنچتا ہے۔

جتنے اشتہارات زیادہ ہوں گے۔ اتنی ہی آمدنی معقول ہوگی۔ جتنی آمدنی معقول ہوگی اتنا ہی اخبار دلچسپ۔ ضخیم۔ اور تازہ سے تازہ خبریں شائع کرنے کے قابل ہوگا اور جتنا اخبار تازہ خبریں و دلچسپ مضامین شائع کریگا۔ اتنی ہی اشاعت زیادہ ہوگی اور اشاعت کی کثرت پر اشتہارات کی کثرت کا دارومدار ہے۔

میں تو اس دن کا منتظر ہوں۔ جب کہ جماعت احمدیہ کا انگریزی خواں طبقہ خبروں کے لئے بجائے "سٹیٹسمین" یا ہندوستان ٹائمز کے الفضل کا انگریزی ایڈیشن پڑھے۔ اور عام پبلک بھی اس کی تازہ خبروں دلچسپ مضامین اچھوتی تصاویر کے باعث سوائے اس کے کسی اور اخبار کی ضرورت محسوس نہ کرے۔ اس کا ایک ایڈیشن اگر قادیان سے شائع ہو رہا ہو۔ تو دوسرا دہلی سے چھپ کر آنا فانا تقسیم ہو۔ تیسرا لنڈن سے نکلتا ہو تو چوتھا۔ شکاگو سے نئی دنیا کو منور کر رہا ہو۔

خاکسار عبدالرحمٰن خان۔ بی کام آڈیٹر جنرلز آفس نئی دہلی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا تحریری ارشاد پہرہ کے متعلق

مولوی محمد علی صاحب کو معلوم تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں پہرے کا انتظام کیا کرتا تھا۔ اگر ان کو ذہول ہو گیا ہو تو میں ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو خطوط نقل مطابق اصل کرتا ہوں۔ تاکہ معلوم ہو کہ مولوی صاحب موصوف اپنے سابقہ عقیدہ کی طرح دیگر امور بھی فراموش کر چکے ہیں۔

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ آپ کے سب خطوط پہونچے۔ جزاکم اللہ خیرا۔ مگر میرے نزدیک سب پہرہ چوکی بے فائدہ ہے۔ جب تک مسجد کے اندر اور بیت الفکر کے اندر دو تین آدمی نہ سلائے جائیں۔ سو یہ کوشش کریں۔ کیونکہ گھر کے لوگ سب باہر کے دالان میں رہتے ہیں۔ اور دالان خالی رہتا ہے۔ بہت تاکید ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس جگہ (گورداسپور) سے کب مخلصی ہو ممکن ہے۔ کہ اس جگہ سے ہم قادیان میں پندرہ دن تک بھی نہ آسکیں۔ اس لئے مکرم **میاں عبدالرحمٰن کو بخوبی سمجھا دیں۔ کہ وہ پہرہ چوکی کا انتظام خوب رکھیں**۔ ان دنوں میں گھر کے لوگ سب باہر سوتے ہیں۔ اور کل اسباب اوپر کے دالان کے اندر ہے۔ اور چوبارہ بیت الفکر بالکل رات کو خالی ہوتا ہے۔ اور رات کو پہرہ دینا بالکل بے فائدہ ہے۔ جب تک کوئی چوبارہ کے اندر نہ سوئے۔ اس لئے آں مکرم سمجھا دیں۔ کہ ضرور دو آدمی اندر چوبارہ کے سویا کریں۔ اور دو مسجد میں سویا کریں۔ قاضی ضیاءالدین صاحب۔ بیچارے کا حال سن کر بہت خوف ہوا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے دعا برابر کی جاتی ہے۔ امید کہ آں مکرم بہت توجہ سے علاج کرتے ہوں گے۔ نہایت مخلص آدمی ہیں۔ پرانے دوست ہیں۔ خدا تعالیٰ رحم فرمائے۔ آمین والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۱۵ مئی ۱۹۰۴ء

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ان خطوط سے ظاہر ہے۔ کہ آپ پہرہ کا انتظام ضروری سمجھتے اور اس کے لئے خاص تاکید فرمایا کرتے تھے۔ مگر آج جب کہ احمدیت کی مخالفت بہت بڑھ گئی ہے۔ فتنہ پرداز لوگ ہر وقت شرارت پہ تلے رہتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب پہرہ کا انتظام کرنے پر تمسخر اڑاتے ہیں۔

خاکسار عبدالرحمٰن سابق مہر سنگھ قادیان

احرار کا دین بھی گیا - اور دنیا بھی گئی

حال میں مولوی ظفر علی خان صاحب نے جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا - احرار کے بہت بڑے حامی اور مددگار تھے۔ اور جن کی حمایت پر احرار کو بھی بہت بڑا ناز تھا - لاہور کی شاہی مسجد میں ہزارہا مسلمانوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے احرار کی غداری اور اسلام دشمنی کا کسی قدر ذکر کیا - چنانچہ مولوی صاحب نے کہا۔

"ایک جماعت مسجد کو کفار کے ہاتھ جاتا دیکھ کر میدان میں نکلتی ہے تو مسلمانوں کے "احرار" اس کی مخالفت پر تیار ہو جاتے ہیں، کون سی گالی ہے جو ہمیں نہیں دی جاتی جھوٹے الزامات سے دل کی بھڑاس نہیں نکلتی تو ہم پر پتھر برسائے جاتے ہیں ہمارے سامنے "احرار اسلام" کے مدعیان شرافت ننگا ناچتے ہیں ہمارے خلاف آوارہ مزاج لوگوں کو بھڑکا دیا جاتا ہے۔ اور پیسے دے کر ان کے ہاتھوں اسلامی شرافت اور انسانیت کا خون کرایا جاتا ہے۔ یہ ہنگامہ اور شورہ شر صرف اس لئے برپا کیا جاتا ہے۔ کہ ہم ایک مسجد کو، ایک خانہ خدا کو، ایک سجدہ گاہ اسلامیان کو سکھوں کے ہاتھ بیچنے پر راضی نہ تھے احرار نے سکھوں سے الجھنا محض اس لئے مناسب نہ سمجھا تھا کہ (اسمبلی) کی نشستیں اور وزارت کی کرسیاں سامنے تھیں دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ان "احرار" کو نہ بھایا اسمبلی کے لئے انہوں نے اپنے بھائیوں کی مخالفت کی، اللہ اور رسول کے لئے سینوں پر گولیاں کھانے والوں کو گمراہ قرار دیا، سکھوں کے ظلم کو انصاف، اور حکومت کے قہر کو مہر گردانا لیکن دین فروشی کے بعد بھی دنیا نہ ملی، وزارت سے تو محروم ہوئے - لیکن اسمبلی کی نشستیں بھی میسر نہ ہوئیں - یہ حشر ہے۔ ان لوگوں کا جنہوں نے محض ذاتی اغراض کے لئے سب کچھ بیچ دیا - اور ہمیں نیک کام کرنے سے روکا"

احرار نے اس وقت تک مسلمانوں کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

"آج جواہر لال نہرو کا نام ہر شخص کی زبان پر ہے، کیوں نہ ہو، تمام ہندو اس کے ساتھ ہیں لیکن ہماری حالت کیا ہے - آپس کی جنگ، افتراق، اغراض پرستی، اور بغض و حسد نے ہماری قومی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا ہے - ہم نے مسجد لینی چاہی حضرات احرار نے مخالفت کی۔ حکومت کو موقع ہاتھ آیا - اور اس نے جھٹ اعلان کر دیا کہ مسلمانوں کی ایک غیر ذمہ وار جماعت اس شور و شر کی بانی ہے۔ ہماری تمام قربانیاں بے کار گئیں ہمارے شہیدوں کا خون احرار کی خود غرضی کی وجہ سے رائیگاں گیا۔۔ لیکن خود احرار کی نیت دیکھئے۔

ہمیں طعنہ دیا گیا کہ ہم محض اسمبلی کے لئے شہید گنج کا ڈھونگ رچا رہے ہیں لیکن ان کی بدنیتی ملاحظہ ہو، ایک احراری لیڈر دوسرے احراری کو لکھتا ہے کہ مسجد شہید گنج کی تحریک میں شمولیت نہ کی جائے کیونکہ اگر مسجد مل گئی تو نام ظفر علی خان کا ہوگا۔ احرار کے خط چھپتے ہیں، چھاپنے والوں کو مقدمہ کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ لیکن نہ مقدمہ کی خبر ہے۔ اور نہ خطوں کے الزام کا جواب دیا جاتا ہے۔

اگر احرار کو عزت نفس کا ذرا بھی خیال ہے تو ان کا فرض ہے کہ وہ خط چھاپنے والوں پر مقدمہ دائر کریں۔ ورنہ سیاسی میدان سے الگ ہو جائیں - انہوں نے اسلام سے غداری کر کے اپنے آپ کو اس قابل نہیں رکھا کہ پنجاب کی سیاست میں وہ ایک جماعت کی حیثیت سے شریک ہوں، تحریک شہید گنج کی مخالفت کر کے انہوں نے اسلام سے بے وفائی کی، انتخابات میں ترقی خواہ امیدواروں کا مقابلہ کر کے رجعت پسندی کا ثبوت دیا - اور اپنے آپ کو خسر الدنیا والاخرہ کا مستوجب بنایا۔

پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری کالج ڈیرہ دون میں داخلہ

(۱) پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری کالج ڈیرہ دون میں اس ٹرم کے لئے جو یکم اگست ۱۹۳۷ء سے شروع ہوگی - چند خالی آسامیوں کے واسطے درخواستیں مطلوب ہیں

(۲) مقامی حکومت کی سفارش پر ہز ایکسی لینسی حضور کمانڈر انچیف طلباء کو نامزد کریں گے۔

(۳) پنجاب کے درخواست کنندگان ایک سلیکشن بورڈ (مجلس انتخاب) کے روبرو جس کے صدر ہز ایکسی لینسی گورنر بہادر ہوں گے۔ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۷ء کو بروز دوشنبہ گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں پیش ہوں گے۔

(۴) محولہ بالا مجلس انتخاب کے روبرو پیش ہونے کی غرض سے درخواستیں اسی ضلع کے جہاں درخواست کنندہ عام طور پر سکونت رکھتا ہو - ڈپٹی کمشنر کی وساطت سے ایسی تاریخوں پر پیش کی جائیں کہ وہ پرائیویٹ سکرٹری ہز ایکسی لینسی گورنر بہادر پنجاب کی خدمت میں ۱۲ اپریل ۱۹۳۷ء کو یا اس سے پیشتر پہنچ جائیں - اس تاریخ کے بعد کسی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا - درخواست کے فارم اور ہر قسم کی مزید تفصیل متعلقہ ڈپٹی کمشنر سے حاصل ہو سکتی ہے۔

(۵) درخواستوں کے ہمراہ مندرجہ ذیل دستاویزات ہونی چاہئیں -

(الف) عمر کے متعلق سارٹیفکیٹ

(ب) ایک تحریری اقرار نامہ جس پر والد یا سرپرست کے دستخط ہوں - اس مضمون کا کہ میں ہندوستانی فوج - ائیر فورس یا رائل انڈین نیوی میں ملازمت کو درخواست کنندہ کا مستقل پیشہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں -

(ج) ایک تحریری اقرار نامہ جس پر والد یا سرپرست کے دستخط ہوں اس مضمون کا کہ مجھے مقررہ فیس کی مقدار کے متعلق علم ہے - اور میں مقررہ فیس ادا کر سکتا ہوں - اور ادا کرنے کے لئے تیار ہوں -

(د) ایک تحریری اقرار نامہ جس پر والد یا سرپرست کے دستخط ہوں اس مضمون کا کہ درخواست کنندہ غیر شادی شدہ ہے۔ اور جب تک وہ کالج میں رہے گا اور بعد ازاں جب تک وہ انڈین اکاڈمی - رائل ائیر فورس کالج کرینول یا رائل انڈین نیوی میں داخلہ کے لئے تعلیمی نصاب مکمل نہیں کرے گا شادی نہیں کرے گا۔

(۶) درخواست کنندگان کی عمر گیارہ سال ہونی چاہئے - اور یکم اگست ۱۹۳۷ء کو ۱۲ سال سے کم ہونی چاہئے۔

(۷) جن درخواست کنندگان کو سلیکشن بورڈ منتخب کرے گا - ان کا ۲۰ اپریل ۱۹۳۷ء کو انڈین ملٹری ہسپتال لاہور چھاؤنی میں طبی معائنہ کیا جائے گا۔

(۸) کالج بیشتر ان ہندوستانی یا اینگلو انڈین نوجوانوں کے لئے ہے جو بعد ازاں ہندوستان کی بری افواج - انڈین ائیر فورس یا رائل انڈین نیوی میں کمیشن حاصل کرنے کی غرض سے کسی کیڈٹ کالج میں داخل ہونا چاہتے ہیں - اور ان صیغوں میں سے کسی ایک کی ملازمت کو اپنا مستقل پیشہ بنانے کے خواہشمند ہیں - اس جماعت کے طلبا کالج میں رعایتی فیس پر داخل کئے جاتے ہیں۔

اگر اس جماعت کے کسی ایک ٹرم کے لئے درخواست کنندگان کی اتنی تعداد اس ٹرم کے متعلق خالی آسامیاں پُر کرنے کے واسطے ناکافی ہو تو ایسے درخواست کنندگان جو محولہ بالا صیغہ جات میں سے کسی ایک کی ملازمت کو اپنی زندگی کا مستقل پیشہ بنانا نہیں چاہتے - وہ اتنی رقم ادا کرنے پر کالج میں داخل ہو سکتے ہیں جو حکومت ایک کیڈٹ کو کالج میں تعلیم دلوانے پر صرف کرتی ہے۔

۹۔ اس کالج میں انگریزی طرز پر پبلک سکول کے معیار کی تعلیم کا انتظام ہے۔ اور اس کا تعلیمی نصاب ایسا ہوگا۔ کہ اگر لڑکا کسی کیڈٹ کالج یا رائل انڈین نیوی میں داخلہ کے امتحان مقابلہ میں ناکام رہے۔ تو وہ کسی یونیورسٹی میں اس طرح داخل ہو سکے گا۔ گویا اس نے معمولی سکول میں تعلیم حاصل کی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ خود کالج کا ایک خاص سکول لیونگ سرٹیفکٹ ہے۔ جو "آر۔ آئی۔ ایم۔ سی ڈپلومہ" کے نام سے موسوم ہے۔ اور جو یونیورسٹیوں میں داخل ہونے کے لئے اس طرح تسلیم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ ڈپلومہ جو اجمیر۔ لاہور۔ راجکوٹ۔ اندور اور رائے پور کے چیفس کالجوں کا آخری امتحان پاس کرنے پر طلبا کو دیا جاتا ہے۔

۱۰۔ نصاب تربیت۔ فیس طبی علاج۔ کالج سے نام خارج کرانے یا کرنے وظائف اور انتظام قیام و طعام وغیرہ کے متعلق جملہ معلومات اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ جہاں امیدوار عام طور پر سکونت رکھتا ہے۔

ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات۔ پنجاب

فیڈرل آئین کے متعلق والیان ریاست کو مسٹر مورگن کا مشورہ

جدید گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے فیڈرل آئین پر غور کرنے کیلئے ہندوستان کے والیان ریاست پر مشتمل ایک آئینی کمیٹی زیر صدارت مہاراجہ پٹیالہ مقرر کی گئی تھی۔ نریندر منڈل کے قانونی مشیر مسٹر مورگن نے آئینی کمیٹی کے متعلق ایک رپورٹ پیش کی ہے۔ جس پر والیان ہند کی کانفرنس منعقدہ دہلی میں غور کیا گیا۔

مسٹر مورگن اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں:۔ بطور قانونی مشیر کے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ اس نازک مرحلہ پر جبکہ نریندر منڈل نے فیڈریشن میں شمولیت کے متعلق چند اہم فیصلے کئے۔ ہندوستان کے والیانِ ریاست کی واقفیت کے لئے اپنا صحیح مشورہ دوں۔

لازمی طور پر مجھے آئینی کمیٹی کے فیصلوں کیلئے ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ بلکہ حقیقت حال یہ ہے کہ بعض معاملات میں مجھو کمیٹی کے فیصلوں سے سخت اختلاف رائے ہے۔ مسٹر مورگن اپنی رپورٹ میں مزید لکھتے ہیں:۔ سخت حیرت کا مقام ہے۔ آئینی کمیٹی نے پریوی کونسل کے کسی فیصلہ کو چھوا تک بھی نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا نتیجہ یہ نکلے کہ حکومت ہند کا پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ ان فیصلہ جات پر اعتراض کرے۔ اور شکایت کرے۔ کہ انہیں بے بنیاد خدشات اور وساوس سے واسطہ پڑا ہے۔

مسٹر مورگن اپنی رپورٹ میں مزید لکھتے ہیں:۔ والیان ریاست کا فرض ہے کہ وہ نریندر منڈل کی وساطت سے یہ بات حکومتِ ہند کے سامنے رکھ دیں۔ کہ فیڈریشن میں شمولیت سے ریاستوں کے حقوق کیلئے کون کونسی باتیں نقصان دہ ہیں۔ قانونی مشیر کی حیثیت میں وہ اپنا فرض نہیں سمجھتے کہ ریاستوں کو فیڈریشن میں شمولیت سے روکیں۔ یا یہ کہ اگر فیڈریشن میں شمولیت سے انہیں نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ تو وہ انہیں بلا وجہ گمراہ کرتے ہوئے فیڈریشن میں شمولیت کی ترغیب دیں۔

مسٹر مورگن کا خیال ہے۔ کہ فیڈریشن میں شمولیت سے ریاستوں کی موجودہ پوزیشن اور وقار میں بھاری تبدیلی واقع ہو جائے گی۔ مسٹر مورگن لکھتے ہیں:۔ کہ آئینی کمیٹی مسٹر مورگن کے جانشینوں کی طرف سے ابتدائی بل میں جو ترامیم پیش کی گئی تھیں۔ انہیں انڈیا آفس نے یا تو نظر انداز کر دیا ہے۔ یا اگر منظور بھی کیا ہے۔ تو ان کی نوعیت بالکل تبدیل کر دی گئی ہے۔

مسٹر مورگن نے اپنی رپورٹ میں اس بات کا بھی ذکر کیا ہے۔ کہ برطانوی حکومت نے انڈیا بل کو منظور کرتے ہوئے ہندوستان کے بعض سرکردہ والیان ریاست کی طرف سے کئی ترامیم کو منظور کر لیا تھا لیکن جب بل کو ایکٹ کی صورت دی گئی۔ تو ان ترامیم کو بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ مسٹر مورگن کی رائے میں فیڈرل آئین کے ڈھانچہ میں کوئی رابطہ نہیں۔ بلکہ اس میں دو ایسی مختلف سیاسیات کا عنصر داخل کر دیا گیا ہے۔ جو کہ بنیادی طور پر ایک دوسری سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔ تحفظات بہت کم ہیں۔ جب آئین پر عمل شروع ہوگا۔ تو (Dead Letter) کی صورت اختیار کریں گے۔

بعدالت جناب شیخ عبدالحمید صاحب بی اے ایل ایل بی سب جج درجہ چہارم بھکر

جان محمد۔ علی محمد نابالغان پسران احمد بسرپرستی مسماۃ گلاٹی بیوہ احمد والدہ نابالغان مسماۃ سرداراں دختر پاہندا اقوام کھلہ سکنائے غلاماں۔ محمد علی ولد ذمہ ذات جٹ لواہدا سکنائے چاہ لواہداں والا داخلی موضع غلاماں تحصیل بھکر .. .. .. مدعیان

بنام

گاماں ولد خطرہ ذات جٹ کلو۔ حیات ولد ذمہ ذات جٹ جاڑہ سکنائے غلاماں۔ دناں ولد بھنگڑ ذات جٹ چنگر ساکن چاہ بھنگریوالا۔ متھہ ولد عمر ذات اوان ساکن چاہ اوانانوالا عثمانی صاحب درو خاں ولد شیرن خاں ذات پٹھان سکنہ چاہ روڈی داخلی موضع غلاماں نور محمد۔ محمد یار۔ احمد یار۔ فواج عمر پسران شیرا اقوام جٹ چنگر سکنائے غلاماں ... مدعا علیہم

مدعا علیہم ۱ تا ۵ بذاتہ و بطور نمائندگان دیگر مالکان موضع غلاماں تحصیل بھکر مندرجہ فہرست مشمولہ دعوئے استقرار یہ بدین مضمون کہ مدعیان اراضی کھاتہ ۵۹۰ کھتونی ۳۲۸۵ نمبر خسرہ ۶۵۸۳ کھتونی ۳۲۸۶ خسرہ ہائے ۶۵۸۵-۶۵۸۹ کھتونی ۳۱۷۳۔ خسرہ ۶۴۳۰ کھتونی ۳۷۵۴ خسرہ ۶۴۲۹ تعدادی ۲۷ کنال ۲ مرلہ منجملہ تعدادی ۱۰۷ کنال ۸ مرلہ واقع موضع غلاماں تحصیل بھکر کے مالکان ادنے ہیں۔ اور اس کے حصہ شاملات بموجب حصص حسب رسد کھیوٹ لینے کے مستحق ہیں۔ ورنہ بصورت متبادل دعوئے دخیل یابی نمبر خسرہ ۶۴۳۰ تعدادی ایک کنال ۴ مرلہ معہ حصہ شاملات اندریں مقدمہ مدعیان نے دعوے استقرار یہ برخلاف مدعا علیہم مندرجہ فہرست دائر کیا ہے۔ اور درخواست زیر آرڈر ۱ رول ۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی بدین مضمون دی ہے۔ کہ ۵ مدعا علیہم مذکورہ بالا کو بذاتہ و نیز بطور نمائندگان منجانب تمام دیگر مدعا علیہم مندرجہ فہرست پیروی مقدمہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ لہذا بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۱ رول ۸ ضابطہ دیوانی مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر کسی مالک مندرجہ فہرست منسلکہ عرضی دعوے کو مدعا علیہم کے نمائندہ بنائے جانے میں اعتراض ہے۔ تو ۱۰ مارچ ۱۹۳۷ء کو عدالت ہذا میں اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر پیش کرے۔ ۱۳ فروری ۱۹۳۷ء

مہر عدالت

دستخط حاکم

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر درجہ چہارم چکوال

دعوے یا اپیل دیوانی ۱۲۳۲ سال ۱۹۳۶ء

سنت رام ولد جیون مل سکنہ چکوال و نانک رام ولد کرم سنگھ سکنہ چکوال

بنام

غلام محمد ولد برہان دین و اللہ بخش ولد غلام محمد اقوام باشندہ سکنہ چکوال

دعوے ۱۴۰ روپے بروئے رہن نامہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی غلام محمد و اللہ بخش مدعا علیہم مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام غلام محمد و اللہ بخش مدعا علیہم مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر غلام محمد و اللہ بخش مدعا علیہم مذکور بکم ۱۵ اپریل ۱۹۳۷ء کو مقام چکوال حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آ دیگی آج بتاریخ ۱۰ ماہ فروری ۱۹۳۷ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم

مہر عدالت

ایڈیٹر صاحب "لائل گزٹ" کی معذرت

اخبار لائل گزٹ سرگودہا نے اپنے ایک گزشتہ پرچہ میں جماعت احمدیہ کو مرزائی جماعت لکھا تھا۔ جس پر میرے توجہ دلانے سے مہتہ چونی لال صاحب کسال ایڈیٹر لائل گزٹ نے اپنے گزٹ مذکور کی ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء کی اشاعت میں معذرت درج فرمائی ہے۔ جسے مہتہ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

لائل گزٹ ماہ دسمبر ۱۹۳۶ء کے خبروں کے کالم میں صاحبزادہ فیض الحسن کی سزایابی کی خبر درج کرتے ہوئے اخبار والوں کی نقل کرتے وقت لفظ مرزائی درج کیا گیا ہے۔ جس پر منشی عصمت اللہ صاحب پٹواری نہر ڈویژن سلیمانکی نے جو جماعت احمدیہ کے سرگرم رکن ہیں۔ اس لفظ کو حقارت آمیز تصور فرماتے ہوئے لائل گزٹ جیسے غیر فرقہ دارانہ اخبار میں اس کا اندراج قابل اعتراض بیان فرمایا ہے کیونکہ اس لفظ سے احمدیہ جماعت کے افراد کی دل شکنی ہوتی ہے۔ ہم

کرایہ پر مکان دینے اور لینے والوں کو مفید مشورہ

قادیان میں بہت سے احباب ایسے ہیں۔ جو باہر رہتے ہیں۔ اس لئے ان کو یہاں اپنے مکانات کو کرایہ پر دینے اور کرایہ کی وصولی وغیرہ کے لئے بہت سی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات اس وجہ سے نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے اسی طرح باہر سے نئے آنے والے احباب کو بھی ناواقفیت کی وجہ سے کرایہ پر مکان کا انتظام کرنے میں دقت ہوتی اور بعض اوقات سخت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے! اس لئے اپنے مکانات کرایہ پر دینے والے اور لینے والے دو تو اگر جنرل سروس کمپنی کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ تو بہت فائدہ میں رہیں گے۔ اور بہت سی پریشانی تکلیف اور نقصان سے بچ جائیں گے۔

ماں کا خط اپنی بیٹی کے نام

میری نور نظر بچی خدا تم کو سلامت رکھے ابھی دو مہینے باقی ہیں۔ اور تم نے ابھی سے گھبرا کر خط لکھنے شروع کر دیئے ہیں اگرچہ پیدائش کی گھڑیاں بہت ہی مشکل ہوتی ہیں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت دوبارہ دنیا میں آتی ہے۔ لیکن میری بچی تمہیں میرے تجربہ سے فائدہ اٹھانا چاہئیے۔ کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی بچہ کی پیدائش پر کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔ کیونکہ تمہارے اباجان ایسے موقعہ پر مجھے ہمیشہ **ڈاکٹر منظور احمد صاحب مالک شفاخانہ دلپذیر قادیان ضلع گورداسپور** سے اکسیر تسہیل ولادت منگا دیا کرتے تھے۔ اس سے بچہ آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعد کی دردیں بالکل نہیں ہوتیں۔ قیمت بھی اس کی زیادہ نہیں۔ شاید دو روپے آٹھ آنہ دیکھا ہے۔ جو کہ فوائد کے لحاظ سے بالکل حقیر ہے۔ اپنے میاں سے کہکر یہ دوائی ضرور منگوا رکھیں۔ والسلام

تعارف

ہومیوپیتھک علاج کی مقبولیت عام ہے۔ جس نے ایک بار آزمایا۔ دوسرا علاج پسند نہ کیا۔ کڑوی کسیلی دوا اور کشتہ جات کا استعمال اس علاج میں نہیں ہے۔ نہ ہی انجکشن کے بد اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ فصد اور اپریشن کی ضرورت نہیں میٹھی دوا کو تنے چاشنے اگر کی ضرورت نہیں۔ دوا کا بیرونی استعمال کم ہے۔ ہر مرض میں کھانے کی دوا حیرت انگیز اثر کرتی ہے۔ سینکڑوں مجھ سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ ضرورت مند ایک آنہ تحریک جدید میں داخل کریں۔ مفت مشورہ لیں۔

ایم۔ ایچ۔ احمدی چتوڑگڈھ میواڑ

سکنی زمین برائے فروخت

محلہ دارالانوار میں متصل کوٹھی چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایک ٹکڑا زمین تین کنال ۹۰×۱۰۰ برائے کوٹھی خرید کیا تھا۔ اب ایک فوری ضرورت کے باعث فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ اس زمین پر دارالانوار کمیٹی کی کوئی شرائط عائد نہیں ہوتیں خواہشمند احباب اس پتہ پر خط وکتابت کریں۔ م۔ ع۔ معرفت مینیجر الفضل قادیان

معجون عنبری

یہ دوا دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ ولایت تک اس کے مداح موجود ہیں۔ دماغی کمزوری کیلئے اکسیر صفت ہے۔ جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں اس دوا کے مقابلہ میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ جات بیکار ہیں۔ اس سے بھوک اس قدر لگتی ہے۔ کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں اس قدر مقوی دماغ ہے۔ کہ بچپنے کی باتیں بھی خود بخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اس کو مثل آبحیات کے تصور فرمائیے۔ اس کے استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کیجئے۔ بعد استعمال پھر وزن کیجئے۔ ایک شیشی چھ سات سیر خون آپ کے جسم میں اضافہ کر دے گی۔ اسکے استعمال سے ۱۸ گھنٹے تک کام کرنے سے مطلق تھکن نہ ہوگی۔ یہ دوا رخساروں کو مثل گلاب کے پھول اور مثل کندن کے درخشان بنا دے گی۔ یہ نئی دوا نہیں ہے ہزاروں مایوس العلاج اس کے استعمال سے بامراد بن کر مثل پندرہ سالہ جوان کے بن گئے۔ یہ نہایت مقوی مبہی ہے اس کی صفت تحریر میں نہیں آسکتی۔ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ اس سے بہتر مقوی دوا آج تک دنیا میں ایجاد نہیں ہوئی۔ قیمت فی شیشی دو روپے ۲/۸ نوٹ:۔ فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس فہرست دواخانہ مفت منگائیے۔ ہر مرض کی مجرب دوا منگائیے۔ جھوٹا اشتہار دینا حرام ہے۔

ملنے کا پتہ: **مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر نمبر ۵ لکھنؤ**

شادی ہو گئی؟ مفرح یاقوتی

آپ جو چیز چاہتے ہیں وہ یہ ہے

یہ مرد عورت کے لئے تریاقی نہایت تفریح بخش دل کو ہر وقت خوش رکھنے والی دماغی۔ قلبی اور عصبی کمزوری کیلئے ایک لاثانی دوا ہے۔ اس سے اولاد کی کثرت ہوتی ہے۔ زندگی کی روح اور جوانی کی جان ہے۔ آج ہی استعمال کر کے دیکھئے۔ اور لطف زندگی اٹھائیے۔ عورتوں اور مردوں کے پوشیدہ امراض کیلئے یہ ایک اکسیر چیز ہے حمل میں استعمال کرنے سے بچہ نہایت خوبصورت تندرست اور ذہین پیدا ہوتا ہے۔ اور اللہ کے فضل سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔ اسکی پانچ روپیہ قیمت سنکر نہ گھبرائیے۔ نہایت ہی قیمتی اور نہایت عجیب الاثر تریاقی مفرح اجزاء مثلاً سونا عنبر موتی۔ کستوری جدوار اصیل یاقوت مرجان۔ کہربا زعفران ابریشم مقرض کی کیمیاوی ترکیب انگور سیب وغیرہ میوہ جات کا رس مفرح ادویات کی روح نکال کر بنایا جاتا ہے تمام مشہور حکیموں اور ڈاکٹروں کی مصدقہ دوائی ہے۔ علاوہ اس کے ہندوستان کے رؤسا امراء و معززین حضرات کے بے شمار سرٹیفکیٹ مفرح یاقوتی کی تعریف و توصیف کے موجود ہیں۔ چالیس سال سے زیادہ مشہور اور ہر اہل و عیال والے گھر میں رکھنے والی چیز ہے حضرت خلیفۃ المسیح اول اور تمام اکابرین ملت احمدیہ اس کے عجیب الفوائد اثرات کا اعتراف کرتے ہیں اس کے اندر کوئی زہریلی اور منشی دوا شامل نہیں ہے۔ دنیا بھر میں وہ انسان مفرح یاقوتی استعمال کرتے ہیں۔ جو کمزوری وغیرہ پر فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور جن کو جوانی میں خاص زندگی سے لطف اندوز ہونے کی آرزو ہے۔ مفرح یاقوتی بہت جلد اور یقینی طور پر پٹھوں اور اعصاب کو قوت دیتی ہے۔ عورت اور مرد اپنی طاقت اور جوانی کو اس کے ذریعے قائم رکھ سکتے ہیں۔ تمام مفرحات مقویات اور تریاقات کی سرتاج ہے۔

پانچ تولہ کی ایک ڈبیہ صرف پانچ روپیہ (ھ) میں ایکماہ کی خوراک

دواخانہ مہتمم علمی حکیم محمد حسین بیرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن۔ ۲۲ فروری۔ برطانیہ کی جنگی تیاریوں کے اعلان پر جرمنی اور اٹلی میں اضطراب کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ "ٹائمز" کا نامہ نگار متعینہ برلن لکھتا ہے۔ کہ اس اعلان کو جرمنی اٹلی اور جاپان میں تہدید آمیز تصور کیا جا رہا ہے

روما۔ ۲۲ فروری جنرل گریزیانی وائسرائے حبشہ پر بم پھینکنے کے سلسلہ میں اطالوی فوجوں نے دو ہزار حبشیوں کو گرفتار کیا ہے۔ تیس ہزار اطالوی سپاہی ادیس ابابا کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں۔

لاہور۔ ۲۲ فروری پنجاب اسمبلی کے کانگرسی ارکان حزب المعارضہ مرتب کر رہے ہیں۔ تین آزاد سکھ بھی اس میں شامل ہو گئے ہیں لیکن خیال کیا جاتا ہے۔ کہ پنجاب اسمبلی کا حزب المعارضہ موثر اور مضبوط نہیں ہو سکے گا۔

الہ آباد۔ ۲۲ فروری۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے صدر آنکل صوبائی کانگرس کمیٹی سے بذریعہ تار استفسار کیا ہے۔ کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے دفتر سے اجازت حاصل کئے بغیر اس نے گورنر اڑیسہ سے کیوں ملاقات کی۔ صدر آنکل صوبائی کانگرس کمیٹی نے صوبہ میں تشکیل وزارت کے سلسلہ میں گورنر اڑیسہ سے ملاقات کی تھی۔

لکھنؤ۔ ۲۲ فروری کانگرس سوشلسٹ پارٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ صوبائی مجالس وضع قوانین میں کانگرسی ارکان کی اکثریت کے باوجود وزارتیں قبول نہ کی جائیں۔ اس کے برعکس ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ کانگرسی اکثریت کے صوبوں میں وزارتیں قبول کی جانی چاہئیں۔

راولپنڈی۔ ۲۲ فروری معلوم ہوا ہے۔ کہ وزیرستان میں ابھی حالات خطرناک ہیں جس کے باعث چند سڑکیں سرکاری افسروں کے لئے بند کر دی گئی ہیں۔ سول انجنیئر ان سڑکوں پر سے گذر سکتے ہیں۔ لیکن ان کی حفاظت کے لئے خاص انتظام کیا جا رہا ہے۔

لنڈن۔ ۲۲ فروری۔ روما کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ مغربی حبشہ میں حبشی سردار اطالویوں کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ وہاں اطالوی افواج بھیجی جا رہی ہیں حبشیوں کے دو سر کردہ جرنیل مارے گئے ہیں۔ مگر نجاشی کا داماد راس دستہ بدستور مصروف پیکار ہے۔ اور حبشیوں کی فوجوں کو جمع کر رہا ہے۔

موگا۔ ۲۲ فروری زیرہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ وہاں عید الاضحٰی کی تقریب پر ہندوؤں اور مسلمانوں میں شدید فساد برپا ہو گیا جس کے نتیجہ میں بہت سے اشخاص مجروح ہوئے۔ دو اشخاص کی ہلاکت کی بھی ایک غیر مصدقہ خبر موصول ہوئی ہے

الہ آباد۔ ۲۲ فروری پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگرس نے ایک بیان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ جب تک آل انڈیا کانگرس کمیٹی وزارتوں کے ردّ و قبول کے متعلق کوئی حتمی فیصلہ نہیں کرتی۔ کانگرس کی طرف سے حکومت یا دیگر پارٹیوں کے نمائندگان کے ساتھ وزارتوں کی تشکیل کے متعلق گفت و شنید نہیں ہو سکتی۔ پنڈت جی نے ایک اعلان میں وزارتوں کو قبول کرنے کی مخالفت کی ہے۔

لنڈن۔ ۲۲ فروری اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سرکاری فوجیں اویڈو کے نواحی علاقہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئی ہیں۔ جس کا انہوں نے کئی ہفتوں سے محاصرہ کر رکھا تھا۔ جراما کے محاذ پر کل پھر شدید جنگ شروع ہو گئی۔ سرکاری افواج باغیوں کی گولہ باری کے باوجود آگے بڑھتی گئیں۔ اور انہوں نے باغیوں کے جوابی حملہ کے علی الرغم اپنی پوزیشن کو مستحکم کر لیا۔

میڈرڈ۔ ۲۲ فروری حکومت ہسپانیہ کی مجلس دفاع کا ایک اعلان مظہر ہے۔ کہ البسیط پر ہوائی تاخت کے نتیجہ میں تیس باشندے ہلاک اور ایک سو مجروح ہوئے۔ باغیوں کے دوسرے ہوائی حملہ سے پیشتر سرکاری ہوائی جہاز مصروف عمل ہو گئے جس کے نتیجہ میں ایک سرکاری جہاز اور ایک جرمن جہاز بمبار سوئے زمین آنے پر مجبور ہو گئے۔

سلامینکا ۲۲ فروری۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ اراغون کے محاذ پر باغی حملہ ایک گاؤں کی تسخیر پر جو ان کا سب سے بڑا مقصد تھا۔ منتج ہوا ہے۔ سرکاری فوجیں ۱۰۰ مقتولین کو میدان کارزار میں چھوڑ کر پسپائی پر مجبور ہو گئیں۔

ویلنشیا ۲۲ فروری حکومت ہسپانیہ کی طرف سے جنرل اسنیو جو تمام محاذات پر سرکاری اقدامات پیکار کے انچارج تھے انہوں نے استعفیٰ دیدیا ہے۔ ان کی جگہ سابق نائب سکرٹری جنگ اور حال وزیر [illegible] حربی اقدامات کے انچارج مقرر ہوئے ہیں۔

لنڈن ۲۲ فروری۔ ۲۱ فروری کی شب سے جبکہ ہنگامہ کو تقریباً ۸ ماہ کا عرصہ پورا ہو رہا تھا۔ ہسپانیہ کو رضاکاروں کے ارسال پر پابندی عاید کر دی گئی ہے۔ چنانچہ مجلس مداخلت کے ارکان کی ۲۷ قوموں نے اس پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔ حکومت جرمنی اور حکومت پرتگال نے اس ممانعت کا اپنے ہاں سرکاری طور پر اعلان کر دیا ہے۔

سڈنی ۲۲ فروری۔ ایک طیارہ ڈاک جو برسبین اور سڈنی کے درمیان ڈاک کے فرائض سر انجام دیتا تھا۔ ایک طوفان آب و باد کے دوران میں سڈنی کے نزدیک سمندر میں گر پڑا۔ ۷ اشخاص اس طیارہ پر سوار تھے۔ جن کی سلامتی کے متعلق بہت کم امید کی جاتی ہے۔ تیرہ طیارے اس ہوائی جہاز کی تلاش میں مصروف ہیں۔

لنڈن ۲۲ فروری۔ میجر جنرل سر پرسی کاکس سابق ہائی کمشنر میسوپوٹیمیا بیڈفورڈ کو جاتے ہوئے راستہ میں انتقال کر گئے

وارسا (پولینڈ) ۲۲ فروری۔ پولینڈ کے ڈکٹیٹر مارشل رڈز سمگلی کے دست راست کرنل کوک نے اعلان میں ظاہر کیا کہ پولینڈ کو بھی جرمنی اور اٹلی کی طرح ایک قوم پرور حکومت کی شکل میں تبدیل کیا جائے گا۔

لنڈن ۲۲ فروری۔ سینٹ اینڈریوز یونیورسٹی کے پروفیسر ڈبلیو ایم لنڈسے کار کے حادثہ میں جسے ایک طالبعلم چلا رہا تھا۔ مجروح ہو کر ہلاک ہو گئے پروفیسر مذکور یونیورسٹی میں السنۂ قدیم کے معلم تھے۔

لنڈن ۲۲ فروری۔ اخبار "ٹائمز" کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ دریائے جراما کا پانی متحارب فریقین کے سپاہیوں کے خون سے گلگوں بنا ہوا ہے۔ خون سے لتھڑی ہوئی ابنائے آدم کی لاشیں اینٹوں اور پتھروں کی طرح دریا کے بہتے ہوئے پانیوں میں پھینک دی جاتی ہیں۔ جو انہیں اپنے دامن میں لے کر ظلم انسانی پر نوحہ کناں سمندر کے حوالے کرنے کے لئے لیجاتے ہیں

پشاور ۲۲ فروری۔ ڈاکٹر خانصاحب نے جو ہندوؤں سے بڑھ کر ہندو نواز واقع ہوئے ہیں۔ نمائندہ پریس سے ملاقات کے دوران میں کہا۔ کہ اگر کانگرس نے وزارتوں کو قبول کرنے کا فیصلہ کیا۔ تو صوبہ سرحد کا سب سے پہلا کام یہ ہوگا۔ کہ ہندی گورمکھی زبان سے متعلق سرکلر کو منسوخ کر دیا جائے۔ اور سکھوں کے مفاد کی پوری پوری نگہداشت کی جائے

کانپور ۲۲ فروری۔ فیض آباد میں ایک ماہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔ جس کی رو سے جلسوں اور جلوسوں کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ لیکن مذہبی جلوس اور جلسے اس حکم سے مستثنیٰ ہونگے۔

ماسکو ۲۲ فروری۔ حکومت شوروئیہ روس نے ایک قرارداد کے ذریعہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ کوئی روسی ہسپانیہ کی فوج میں بھرتی ہونے کے لئے ہسپانیہ نہ جائے۔

الجزائر ۲۲ فروری۔ سیوٹا سے ایک جہاز میں اڑھائی ہزار مراکشی سپاہیوں کو یہاں پہنچایا گیا ہے۔ نیز ایک اور جہاز جس میں ساڑھے تین ہزار مراکشی سپاہی تھے۔ ملاغہ کی بندرگاہ میں پہنچ گیا ہے۔

امرتسر ۲۲ فروری گیہوں حاضر ۳ روپے ۱ آنہ ۶ پائی سے ۳ روپے ۶ آنے تک۔ نخود حاضر ۲ روپے ۲ آنے ۹ پائی کھانڈ دیسی ۷ روپے ۲ آنے سے ۸ روپے تک۔ سونا ۳۶ روپے ۶ پائی۔ اور چاندی ۵۱ روپے ہے۔

لکھنؤ ۲۲ فروری۔ ژالہ باری سے یوپی کی نمائش کو کافی نقصان پہنچا۔ کئی ایک [illegible] نصف لاکھ [illegible] نقصان پہنچا ہے

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی